ترجمانِ فخرِ امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

جلد نمبر 6 | جنوری، فروری، مارچ 2012ء | شمارہ 1

اندھیری شب ہے، جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لیے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبالؒ)

- اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ماضی، حال، مستقبل
- امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار
- مروجہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح
- یہ طوفان نہ تھم سکے گا
- نہ رادھا ناچے گی
- بے تاج بادشاہ
- تلخ حقائق

ناشر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

کی درج ذیل علمی تحقیقی کتب منظر عام پر آچکی ہیں

- **نماز اہل السنۃ والجماعۃ:** احناف کے طریقہ ادائیگی نماز پر محدثانہ کلام
- **فرقہ بریلویت (پاک وہند) کا تحقیقی جائزہ:** فرقہ بریلویت کے عقائد اور مسائل پر محققانہ نظر
- **فرقہ اہلحدیث (پاک وہند) کا تحقیقی جائزہ:** غیر مقلدین کے عقائد اور مسائل پر محققانہ نظر
- **صراط مستقیم کورس** (بنین، بنات)**:** گرمیوں کی تعطیلات میں اپنے علاقے میں صراط مستقیم کورس منعقد کرائیں سکول و کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء اور طالبات کے لیے
- **عقائد اہل السنۃ والجماعۃ:** علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کی مصدقہ دستاویز
- **خطبات گھمن** (جلد اول)**:** مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا نمائندہ خطیب بننے کے شائقین کے لیے انمول تحفہ، خطبات جمعہ، جلسہ ہائے عام اور بزم ادب میں تقریر کی تیاری کے لیے علمی نکات کا مجموعہ
- **فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ:** شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کی مقبول عام کتاب فضائل اعمال پر چند لامذہب لوگوں کے اعتراضات کا علمی محاسبہ
- **اصول مناظرہ:** اس کتابچے سے مناظرین کو علم مناظرہ کے بنیادی اصولوں سے آگہی ہوگی
- **شہید کربلا اور ماہ محرم فضائل و مسائل** | **قربانی کے فضائل و مسائل**

ترجمانِ فکرِ امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
مجلہ سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن
جلد نمبر 6
جنوری، فروری، مارچ 2012ء
شمارہ 1
بیاد
مناظرِ اسلام، وکیلِ احناف
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
بفیضان نظر
امین العلماء قطب العصر
مولانا سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
پسند فرمودہ
امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ
زیر نگرانی
مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
مجلس مشاورت
مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی
مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی
مولانا مفتی محمد مجاھد
مولانا محمد طیب حنفی
مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ
مولانا محمد رضوان عزیز
مولانا مقصود احمد
جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں
منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں
ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں
خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں
قیمت فی شمارہ
-/25 روپے
بیرون ممالک
امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر ...... سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر ...... سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر ...... سالانہ
ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں
برائے رابطہ
دفتر سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مرکز اھل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487,0346-7357394

آئینہ مضامین

درس قرآن

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ **(البقرۃ:106)**

ترجمہ:

ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر آیت بھیج دیتے ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح: ابتداء اسلام میں کئی مسائل ایسے تھے جن پر عمل ہوتا رہا لیکن بعد میں ان پر عمل باقی نہ رہا بلکہ ان کی جگہ دوسرے احکام نے لے لی۔ پہلی قسم کو "منسوخ" اور دوسری کو "ناسخ" کہتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو افعال مبارک ثابت ہوں تو عمل کا دارو مدار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری فعل پر ہوگا۔ یہی قاعدہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م256ھ) نے بیان کیا ہے۔ (صحیح البخاری ج1ص96)

فقہ حنفی کی بنیاد بھی اسی اصول پر ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ (م150ھ) کے بارے میں منقول ہے کہ آپؒ ناسخ اور منسوخ احادیث کے پرکھنے میں بہت ماہر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری عمل کے حافظ تھے۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ للصیمری ص11)

یہی وجہ ہے کہ اگر دو احادیث میں تعارض نظر آئے تو احناف کا اصول یہی ہے کہ سب سے پہلے ناسخ و منسوخ کی پہچان کی جائے گی۔ اگر تعیین ہو جائے تو منسوخ کو چھوڑ کر ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔ اگر یہ متعین کرنا ممکن نہ ہو تو دیگر قرائن و دلائل کی بنیاد پر کسی ایک روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر ترجیح بھی ممکن نہ ہو تو تطبیق دے کر دونوں پر عمل کیا جائے گا۔

(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص288تا304)

درس حدیث

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا عَدْوَی وَلَا طِیَرَۃَ وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَرَ۔

(صحیح البخاری ج2ص850،باب الجذام)

ترجمہ:

ایک بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا، بدفالی، (الو وغیرہ کی) بدشگونی اور صفر (کی نحوست وغیرہ) یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں۔

اس حدیث مبارک میں جن چیزوں کو بے حقیقت کہا گیا ہے ان میں سے ایک "ماہ صفر" کو منحوس سمجھنا ہے۔ اسلام کے اصولوں اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے کہ کوئی زمانہ، دن یا تاریخ اپنی ذات کے اعتبار سے منحوس نہیں ہے۔

بہت سے لوگ اس مہینہ کے بارے میں توہمات کا شکار ہیں۔ کچھ لوگ صفر کے آخری بدھ کو خاص ثواب سمجھ کر نفلی روزہ رکھتے ہیں اور شام کو چُوری یا حلوہ پکا کر کھاتے ہیں اور اس کو "چُوری روزہ" یا "پیر کا روزہ" کہتے ہیں۔

بعض علاقوں میں اس دن چھولے یا گندم ابال کر تقسیم کرتے ہیں۔ کچھ ناواقف لوگ اس دن بہت خوشی مناتے ہیں اور اس دن کو اسلامی تہوار کی سی حیثیت دیتے ہیں۔ بعض لوگ اس دن مٹی کے برتن توڑتے ہیں۔ سو یہ باتیں بے بنیاد اور جہالت پر مبنی ہیں۔

لہذا اس دن کو دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ افضل سمجھنا اور مذکورہ کام کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں قرآن وسنت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کسی سے ثابت نہیں، یہ سب بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے اور اپنی طرف سے دین میں ایک اضافہ ہے جو واجب الترک ہے۔

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ماضی، حال، مستقبل

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے قیام کا بنیادی مقصد اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ومسائل کی ترویج اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کو زائل کرنا ہے۔ بحمد اللہ اپنے اس مقصد پر پورا اترتے ہوئے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ اپنے پانچ سال مکمل کر کے چھٹے سال میں قدم رکھ رہی ہے۔ اس مختصر سے عرصہ میں کثیر مقاصد کا حصول اتحاد کی مقبولیت کی علامت، نیز اس کا بات کا بھی ثبوت ہے کہ یہ مسلسل ترقی کی جانب گامزن ہے۔

ماضی کے حوالے سے دیکھا جائے تو ہر باطل کے خلاف ہمارے اکابرین کا کام موجود ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے لیکر مولانا محمد مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور ان سے لیکر حجۃ اللہ فی الارض امین الملۃ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ تک تمام اکابرین نے اپنے اپنے دور میں باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انہی اکابرین کے نقش قدم پر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ نے بھی یہ کام شروع کیا ہے۔ باطل مختلف طریقوں سے عوام الناس کو حراساں کر رہا تھا۔ تقریر، لٹریچر، مناظرہ کا چیلنج غرض ہر انداز سے سادہ لوح سنی عوام پر حملہ کی کوشش کر رہا تھا۔ بحمد اللہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے باطل کی اس کوشش کو ناکام بنادیا۔ تقریر کے حوالے سے اتحاد اہل السنۃ و الجماعۃ نے ان کے تقریری مواد کے زبردست جوابات دیئے۔ راقم کے بیانات بھی اسی نوعیت کی کڑی ہیں۔ سعودی عرب میں عرصہ دس سال سے معراج ربانی غیر مقلد نے علماء اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے عقائد ونظریات پر کفر وشرک کے فتویٰ لگا رکھے تھے۔ اس کی تلبیسات کا جواب دے کر اسے خاموش کرایا گیا۔ عالمی مبلغ حضرت مولانا محمد طارق جمیل دامت برکاتہم پر مشہور غیر مقلد

توصیف الرحمن نے کئی نازیبا اعتراضات کئے تھے ،اسکا بھی وافی وشافی جواب دے کر ان اعتراضات کو صاف کیا گیا۔

لٹریچر کے حوالے سے اتحاد کا کام قابل قدر ہے۔ مختلف موضوعات پر کتب، رسائل، پمفلٹ اور پوسٹرز کی صورت میں عوام کو اپنے دلائل سے روشناس کرایا گیا ہے۔ مختلف فرق باطلہ کی تاریخ، ان کے عقائد و نظریات اور ان کی تلبیسات کو تشت از بام کر کے ان کی حقیقت کو واضح کیا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہر باطل کے خلاف اس قسم کا لٹریچر مہیا کیا جائے تاکہ عوام الناس ان کے فریب سے بچ سکیں۔

باطل سے گفتگو اور مناظرہ جات کے حوالے سے "تخصص فی التحقیق والدعوۃ" کا آغاز ایک بہترین پیش رفت ہے۔ تخصص کے اس چھٹے سال میں متخصصین کی تعداد 60 ہے جو جید اساتذہ کی زیر نگرانی اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد و مسائل پر مدلل تیاری میں مصروف ہیں۔اس تخصص کا مقصد باصلاحیت اور صاحب ذوق مناظرین تیار کرنا ہے جو اس میدان میں مدلل اور تحقیقی گفتگو کر سکیں۔انہی متخصصین میں سے منتخب فضلاء کو مختلف شعبہ جات مثلاً تصنیف و تالیف، تحریر و تقریر، مناظرہ و تدریس وغیرہ میں تشکیل دی جاتی ہے۔

مستقبل کے حوالے سے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے سامنے چند منصوبہ جات ہیں۔ ان میں سر فہرست متخصص طلباء کی تیاری ہے۔ملک بھر سے ذی استعداد طلباء کی آمد اور مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں علمی و عملی طور ان کی بہترین تربیت ہماری اول ترجیح ہے۔ باصلاحیت افراد ہی سے ہمیں مطلوبہ دینی مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے تخصص میں ہر سال طلباء کی تعداد میں اضافہ نیک فال ہے۔

پرنٹ میڈیا کے حوالے سے لٹریچر کی فراہمی دوسری بڑی ترجیح ہے کہ مبسوط کتاب سے لیکر پمفلٹ تک مختلف صورتوں میں مواد فراہم کیا جائے تاکہ ہر طبقہ واستعداد کے

لوگ مستفید ہوں۔ بحمد اللہ اس پر مستقل کام جاری ہے۔حال ہی میں راقم کی تین کتب منظر عام پر آئی ہیں۔ لا مذہب کے اعتراضات رفع کرنے کے لئے مختلف عنوانات پر پوسٹر ترتیب دیے گئے ہیں جو اپنی افادیت کے لحاظ سے بہت مقبول ہوئے ہیں، آئندہ انہیں مختصر کتابچہ کی صورت میں شائع کرنے کا منصوبہ ہے تاکہ یہ اعلیٰ مواد ہر کسی کے ہاتھ میں ہو۔زیر نظر مجلہ ”قافلہ حق“ کی مقبولیت کے بعد ”الفقیہ“ کے نام سے ایک ماہنامہ مجلہ جنوری 2012ء شائع ہو رہا ہے۔ جس میں فقہ کی اہمیت، فقہاء پر اعتماد، دور حاضر میں سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور تجارتی مسائل کا فقہ کی روشنی میں حل اور فقہ وفقہاء کی مخالفت پر مبنی تحریرات کا خوب علمی و تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔ اللہ کے فضل سے یہ مجلہ اپنے مثبت اور علمی پہلو کے پیش نظر نہایت مفید ثابت ہو گا۔

الیکٹرونک میڈیا کے حوالے سے ہمارا کام پوری دنیا میں اپنی اہمیت منوا چکا ہے۔ ڈیڑھ سال کے مختصر عرصہ سے ہماری دو ویب سائٹس

www.ahnafmedia.com، www.alittehaad.org

ہمارے مسلک کی نمائندگی کر رہی ہیں۔ ان میں آڈیو و ویڈیو بیانات، مناظرے، سیمینارز، کتب سیکشن وغیرہ عوامی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے سوالات کے تحقیقی جوابات کے لئے ہمارے میل اکاؤنٹس بھرپور انداز میں کام کر رہے ہیں۔ آئندہ ہمارا عزم لاہور میں ایک اسٹوڈیو کے قیام کا ہے۔احناف میڈیا سروس کے دفتر کے ساتھ ہی ایک عظیم الشان اسٹوڈیو زیر تعمیر ہے، جس میں ریکارڈنگ کا مکمل انتظام موجود ہو گا تاکہ مختلف موضوعات پر مواد معیاری ریکارڈنگ کے ساتھ عوام کے پاس پہنچ سکے۔

ہماری یہ کوشش ہے کہ عقائد و مسائل کے حوالے سے امت مسلمہ کی بھرپور رہنمائی کی جائے تاکہ کسی موڑ پر بھی باطل انھیں گمراہ نہ کر سکے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ حق کی مدد و نصرت فرمائے اور باطل کی تمام کوششوں کو ناکام فرمادے۔ آمین

سبحانك هذا بهتان عظيم

مولانا محمد رضوان عزیز

آج کل موبائل SMS کے ذریعے اور بعض کور علم زبانی دینی مسائل میں شتر بے مہار کی طرح منہ شگافیاں کرنے اور علماء اسلام پر بہتان بازی میں مصروف رہتے ہیں۔اور یہ علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ معاملات نااہل لوگوں کے سپرد ہو جائیں گے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا ضُيِّعَتْ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ. (بخاری شریف رقم 57)

کہ جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔صحابیؓ نے پوچھا امانت کیسے ضائع ہوتی ہے؟تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب معاملات نااہل لوگوں کے ہاتھ سپرد کیے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

"إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ"

کی وضاحت کرتے ہوئے ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بدرالدین العینی الحنفیؒ م 855ھ فرماتے ہیں کہ

" المراد به جنس الأمور التی تتعلق بالدین کالخلافة والقضاء والإفتاء "

(عمدۃ القاری باب رفع الامانۃ رقم 6946)

امر سے مراد وہ امور ہیں جو دین سے متعلقہ ہیں جیسے خلافت،سلطنت،امارۃ،قضا، اور منصب افتاء ہے۔لیکن جیسا کہ بقیہ تمام امور میں بدقسمتی سے نااہل متولی بنے بیٹھے ہیں اسی طرح دین میں منصب افتاء پر ہر کس وناکس قبضہ کیے ہوئے ہے ۔سچی بات ہے جب وراثت نبوی ﷺ میراثیوں کے ہاتھ چلی جائے تو پھر حقیقی ورثاء کی پگڑیاں ہی اچھالی جائیں گی۔جیسا

کہ زیر بحث مسئلہ میں بعض نا اہل لوگوں کی فتویٰ بازی سے پورے ملک میں ایک عجیب سی بے چینی، اضطراب اور بدمزگی پھیل گئی اور بعض "اوریجنل جاہل" اور بعض "نوآموز تعلیم آفتہ" کو اپنی تحقیق کے سامنے پوری دنیا کے اصحاب علم وفضل بونے نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ پر بے دریغ لب کشائی کرتے ہوئے فرقہ واریت کی آگ کو مزید بڑھاوا دیا ہے۔ بلکہ بعض لوگ تو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے یا یہود ونصاریٰ کی خوشنودی کی خاطر دین اسلام کو لونڈوں کے ہاتھ کا کھلونا بنانے کے لئے منظم سازش کے تحت عوام کو مسند تحقیق پر بٹھانے کو بضد ہیں اور اس زہریلے وبائی جراثیم کو پھیلانے کے لئے اپنے الحدیث شمارہ 59 ص 47 پر یوں لکھتے ہیں "اصول کی بناء پر اہل حدیث کے نزدیک ہر ذی شعور مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاویٰ ان کے خیالات کو کتاب وسنت پر پیش کرے جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ورنہ ترک کرے"۔

(ماھواری "الحدیث" ش 59 ص 47)

اب فیصلہ آپ کریں کہ معاملہ ذی شعور کو سپرد کرنا چاہئے یا اہل کو۔ بہت سے باشعور ایسے ہوتے ہیں جو کسی مسئلہ کے اہل نہیں ہوتے۔ آپ ﷺ نے معاملات "اہل" افراد کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ ہر ذی شعور کے سپرد۔ یہ کیسا چکر ہے جو یہ چل رہے ہیں اور کیسی چال ہے جو یہ کھیل رہے ہیں۔

"اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم"

یہی آتا ہے بس یا اور بھی کچھ تم کو آتا ہے
امیدیں توڑنا، دل خون کرنا، بدگماں رہنا

اب اسلاف امت اور فقہاء اسلام کے فتاویٰ کی تحقیق بے تحقیق نسل کرے گی۔ فیاللعجب!

اب اصل مسئلہ سمجھنے سے بیشتر لوگ اس حدیث مبارکہ کو دل کی آنکھوں سے پڑھ کے دیکھ لیں، شاید یہ حدیث ان کے لئے غیر محتاط گفتگو کرنے سے توبہ کرنے کا ذریعہ بن جائے:

"عن ابن کعب بن مالك عن أبيه : قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من طلب العلم ليجاري به العلماء أو ليماري به السفهاء أو يصرف به وجوه الناس إليه أدخله الله النار"۔

(سنن الترمذی رقم 2578، مصنف ابن ابی شیبہ رقم 26650)

ترجمہ: اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر اپنی نیت کو ٹٹول لیں کہ آپ حضرات اس طرح کے مسائل عوام الناس میں کس نیت سے پھیلاتے ہیں؟ فقہی جزئیات اور نصوص شرعیہ سے آپ اگر جاہل ہیں تو علماء سے پوچھ لیں۔ اگر کوئی مسئلہ آپ کی عقل سے بالا ہو تو ہر بالائے عقل مسئلہ کو خلاف عقل قرار دے کر شور و غوغا کرنا دانش مندانہ طریقہ نہیں ہے۔

انداز بیاں گرچہ مرا شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

اب آیئے نفس مسئلہ کی طرف! مسئلہ یہ ہے کہ تداوی بالحرام جائز ہے یا نہیں؟ جان بچانے کے لئے انسان حرام استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس بات میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے۔ بعض فقہاء نے حرام سے علاج کو جائز قرار دیا ہے اور بعض نے ناجائز۔ جانبین کے پاس اپنے اپنے موقف پر مضبوط دلائل ہیں۔ اب آیئے ہم ائمہ اربعہؒ کے موقف کو دیکھتے ہیں کہ ان حضرات کا موقف حرام چیز سے کسی مرض کا علاج کرنے کے بارے میں کیا ہے؟

حنبلی مذہب:

ابو محمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد المعروف ابن قدامہ حنبلیؒ م 620ھ اپنی مایہ ناز تصنیف المغنی میں فرماتے ہیں:

ولا يجوز التداوي بمحرم ولا بشيء فيه محرم مثل ألبان الاتن ولحم شيء من المحرمات ولا شرب الخمر للتداوي به۔

(المغنی کتاب الاطعمة ج11 ص83 رقم 7824)

حرام چیزوں سے علاج جائز نہیں اور نہ ہی ایسی چیز سے جس میں حرام چیز شامل ہو جیسے گدھیوں کا دودھ اور حرام جانوروں کے گوشت سے علاج کرنا اور علاج کے لئے شراب پینا بھی جائز نہیں۔

شافعی مذہب:

ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی م676ھ "المجموع شرح مہذب" میں فرماتے ہیں:

أن مذهبنا جواز التداوى بجميع النجاسات سوى المسكر.

(المجموع شرح مهذب باب مذهب العلماء من احكام المضطر)

کہ ہمارے (شوافع کے) مذہب میں نشہ آور اشیاء کے علاوہ تمام نجس اشیاء کو بطور دواء استعمال کرنا جائز ہے (جیسا کہ حدیث عرینہ میں مذکور ہے)۔

مالکی مذہب:

حنابلہ کی طرح مالکیہ بھی تداوی بالحرام کسی صورت جائز قرار نہیں دیتے۔ چنانچہ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ

وإن كانت الميتة قائمة بعينها فقد قال سحنون: لا يتداوى بها بحال ولا بالخنزير. (تفسیر قرطبی البقرہ:213)

اگر مردہ جانور بعینہ موجود ہو تو اس کے بارے میں امام سحنونؒ فرماتے ہیں کہ اس کے ذریعے کسی حال میں علاج نہیں کیا جائیگا اور نہ ہی خنزیر سے علاج کیا جائے گا۔

اور اسی طرح امام مواقؒ نے التاج والاکلیل میں ارشاد فرمایا ہے: فليطالع ثم ان شئت.

حنفی مذہب:

سرتاج الائمہ فخر المحدثین امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی م 150 ھ فرماتے ہیں:

لا یجوز شربہ (ای بول ما یوکل لحمہ) للتداوی وغیرہ بقولہ ان اللہ تعالیٰ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم الخ

(المبسوط للسرخسی باب الوضوء والغسل ج1 ص54)

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک علاج وغیرہ کے لئے ان جانوروں کا بھی پیشاب پینا جائز نہیں ہے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ جو چیزیں تم پر حرام کی گئی ہیں ان کے اندر تمہارے لئے شفاء نہیں ہے۔

یہ مذہب تو تھا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا، اگرچہ احناف میں سے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے اس مسئلہ میں امام صاحب سے اختلاف کیا ہے اور مجتہد کو اجتہاد میں اختلاف رائے کا حق ہوتا ہے۔ اب آیئے در مختار کی اس عبارت کی طرف جو مریض کے علاج کے لئے بطور علاج خون سے پیشانی پر فاتحہ لکھنے کے متعلق ہے۔ تو یہ بات ذہن میں رکھیں کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہی نہیں کہ اس عبارت کو بنیاد بنا کر احناف کو مورد الزام ٹھہرایا جائے۔ وہ بات امام ابو بکر اسکارف کی ہے۔ لہذا جمیع احناف کو الزام دینا ہی غلط ہے۔ دوسری بات یہ کہ شامی کی وہ عبارت جس پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ مریض کی حالت اضطرار کے وقت کے لئے ہے اور حالت اضطرار میں تو پیشانی پر خون سے سورہ فاتحہ لکھنے سے بھی زیادہ برے کام کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے جیسا کہ تفسیر در منثور میں إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ (النحل:106) کی تفسیر میں حضرت عمار بن یاسرؓ کا واقعہ بیان کیا ہے۔ سنن کبریٰ للبیھقی میں مذکور حدیث کو امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر در منثور میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اخذ المشر۔کون عمار بن یاسر فلم یترکوہ حتی سب النبی ﷺ وذکر اٰلھتھم بخیر ثم ترکوہ فلما اتی النبی ﷺ قال شر یا رسول اللہ ما ترکت حتی نلت منك وذکرت ذالك بخیر قال کیف تجد قلبك قال مطمئناً بالایمان قال ان عدوا فعد"

(تفسیر در منثور ج4 ص248 السنن الکبری للبیہقی ج8 ص3319 مستدرك للحاکم رقم:3319 معرفة السنن والآثار رقم:5288)

یعنی حضرت عمار بن یاسر کو مشرکین مکہ نے پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنایا اور آپ ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات اور بتوں کے بارے میں اچھے کلمات نکلوانے کے بعد چھوڑا۔ یہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آکر اپنا ماجرا بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت (جب کفریہ کلمات کہہ رہے تھے) تمہارے دل کی کیفیت کیا تھی؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ میرا دل ایمان پر مطمئن تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ان عدوا فعد'' اگر دوبارہ کبھی ایسے حالات پیش آجائیں تو پھر ایسے کلمات کہہ کر جان چھڑا لینا۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ انسان اپنی جان بچانے کے لئے اگر کفریہ کلمات بھی کہہ دیے جائیں جبکہ دل ایمان پر مطمئن ہو تو جائز ہے۔ جب شریعت نے انسانی جان کو اتنی اہمیت دی ہے کہ حالت اضطرار میں اس کے لئے حرام تک کھانے کی اور کفریہ کلمات کہنے کی اجازت دی ہے کہ اس کی جان بچ جائے تو امام ابو بکر اسکافؒ نے اگر انسانی جان بچانے کے لئے محض ایک طریق علاج کے طور پر یہ قول اختیار کیا ہے تو انہیں مورد طعن ٹھہرانا کیا جائز ہے؟ اگرچہ احناف کا نظریہ "تداوی بالحرام حرام" ہے۔ لیکن اس کے برعکس جن حضرات نے دوسرا قول اختیار کیا ہے قرآن وسنت سے دلائل ان کے پاس بھی موجود ہیں جو ہر صاحب نظر کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔

اب چند وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں آپ ﷺ نے علاج بالحرام کی رخصت دی ہے۔

1: عن عرفجة بن اسعد قال اصیب انفی یوم الکلاب فی الجاهلیة فاتخذت انفا من ورق فانتن علی فامرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اتخذ انفا من ذهب۔

(جامع ترمذی رقم:1770 ،ابوداود رقم:4232،سنن النسائی الصغری رقم:5161 ،مسند احمد رقم:19757،صحیح ابن حبان رقم:4901،هکذا فی کتب کثیرة)

حضرت عرفجہ بن اسعدؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہونے والی جنگ کلاب میں میری ناک کٹ گئی تو میں نے چاندی کی ناک لگوالی جس سے بدبو آنے لگی تو آپ ﷺ نے مجھے سونے کی ناک لگوانے کا حکم دیا۔

2: عن قتادۃ ان انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص للزبیر بن العوام وعبدالرحمٰن بن عوف فی قمیصیین من حریر من وجع کان بھما حکۃ۔

(صحیح بخاری رقم: 5391، سنن ابن ماجہ رقم: 3582، صحیح ابن حبان رقم: 5523)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے زبیر بن العوام اور عبدالرحمان بن عوفؓ کو ریشم کی قمیصیں پہننے کی اجازت دی تھی کیونکہ ان کے جسم پر خارش تھی ۔

ان متعدد طرق سے مروی احادیث کو پڑھیئے اور مردوں کے لئے سونے اور ریشم کی حرمت والی احادیث کو بھی پڑھیئے تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو:

"عن معاویۃ نھیٰ رسول اللہ ﷺ عن لبس الذھب والحریر.

(مسند احمد بن حنبل رقم:16430)

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سونے اور ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے ۔ اور دوسری حدیث میں مزید صراحت سے ارشاد فرمایا:

عن ابی موسیٰ اشعری قال قال رسول اللہ ﷺ احل الذھب والحریر لاناث امتی وحرم علی ذکورھا.

(مسند احمد بن حنبل رقم:19008)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں پر حلال کیا گیا ہے اور مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔

اب ممانعت والی اور اجازت والی احادیث کو سامنے رکھ کر ذرا فیصلہ کیجئے اگر معترضین کے کوچہ سے دیانت کا جنازہ ابھی نہیں نکلا تو واضح ہو جائے گا عام قانون اور ہوتا ہے

لیکن مجبور مضطر کا استثنیٰ ہر جگہ ہوتا ہے اور یہ رخصت کسی فقیہ کی خود ساختہ نہیں بلکہ خود شریعت ہی کا مسئلہ ہے۔

اب شامی کی جس عبارت کو ہدف تنقید بنایا گیا اس کے ناقدین دو گروہ ہیں ایک جماعت بریلویہ ہے دوسری جماعت اہل حدیث۔

اول الذکر کی علمی پسماندگی تو خود ان کے نزدیک بھی مسلمہ حقیقت ہے۔ مُردوں کے تیجے، دسویں اور چالیسویں کھانے کی مشغولیت نے انہیں تحصیل علم سے روک رکھا ہے ورنہ اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے سے پہلے ذرا "اپنی منجی ہیٹھ ڈنگوری" (اپنی چارپائی کے نیچے لکڑی) تو پھیر لیتے اور اپنے علماء سے پوچھ لیتے کہ 'شامی' جس کی عبارت آپ ہمیں سنا کر دیوبندیوں پر اعتراض کرنے کو بھیج رہے ہیں یہ شامی کہیں ہماری اور ان کی مشترکہ کتاب تو نہیں؟ اگر مشترکہ ہے تو جیسے اعتراض ان پر ہے ویسے ہی ہم پر بھی ہے۔ رہا دوسرا فرقہ اہل حدیث تو یہ ویسے ہی "اَنّے کتے ہرناں مگر" (اندھے کتے ہرنوں کے شکاری) کے مصداق اپنے موجودہ اردو خواں علماء کے اندھے مقلد ہیں۔ بلا تحقیق اصل کتاب کو دیکھے بغیر سنی سنائی باتیں ہر مجلس میں اچھالنا ان کا مشغلہ ہے۔ اگر ان میں عقل ہوتی تو ضرور اپنے علماء سے پوچھتے کہ اگر احناف کی کتاب میں خون سے سورہ فاتحہ کا لکھنا جائز لکھا ہے تو خود ہمارے مسلک اہل حدیث کی کتابوں میں جو لکھا ہے:

"والمنی طاهر وغسله وفرك اليابس منه ازكى واولیٰ وكذالك الدم..... الخ.

(عرف الجادی ص 16 حصہ دوم مکتبہ شوکت الاسلام بنگلور)

کہ منی پاک ہے اور اسی طرح خون بھی پاک مع سوائے دم حیض کے۔ تو اپنے علماء سے پوچھو کہ جب خون ویسے ہی مسلک اہل حدیث میں پاک ہے تو پاک چیز سے قرآن لکھنا کس آیت یا حدیث کی رو سے حرام ہے؟؟؟

اسی طرح (فتاوی ثنائیہ ج2 ص67 مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور) میں بھی لکھا ہے کہ گائے کا پیشاب جس کو نفرت ہو نہ پیئے لیکن حلت کا اعتقاد رکھے۔

اس لیے اس امت کے حال پر رحم کھائیں انہیں سیدھے سیدھے مسائل بتائیں جو ان کی سمجھ میں آسکیں اور ان پر عمل کرنا ان کے لئے آسان ہو۔ خود امام بخاریؒ صحیح بخاری میں حضرت علیؓ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ:

"حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ"

لوگوں سے اتنی بات کرو جتنی وہ آسانی سے ہضم کرلیں کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب کی جائے۔

اس لئے لوگوں کے جذبات اور عقیدت کو غلط استعمال کرتے ہوئے ائمہ اسلاف سے بدگمانی پیدا کرنے کی بجائے اپنی مشغولیت کے لئے کوئی اور مشغلہ ڈھونڈ لیں۔ پھر ان حضرات کی بددیانتی بھی انتہاء کی ہے کہ ایک عبارت پیش کریں گے اور ساتھ ہی دوسری عبارت جو اس کی تردید کررہی ہوتی ہے اس کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کرجائیں گے۔ اب شامی ہی کی دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ شامی میں امام حاوی قدسیؒ سے منقول ہے:

حتی یخشیٰ علیہ وقد علم انہ لو کتب فاتحۃ الکتاب او الاخلاص بذالك الدم علی جبھتہ ینقطع فلا یرخص فیہ (شامی باب التداوی بالمحرم ج29 ص118)

یعنی اگر نکسیر والے کو موت کا خطرہ ہو اور اسے کسی ذریعہ سے اس بات کا یقین ہوجائے کہ اگر نکسیر کے خون سے اس کی پیشانی پر سورہ فاتحہ یا اخلاص لکھی جائے تو یکسر ختم ہوجائے گی اور جان بچ جائے گی پھر بھی خون کے ساتھ لکھنے کی اجازت نہیں الخ

لہذا معلوم ہوا کہ احناف کا قطعاً یہ نظریہ نہیں ہے کہ خون یا پیشاب وغیرہ سے سورہ فاتحہ لکھنا جائز ہے، اور جو حضرات مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی طرف منسوب کرکے الزام تراشی کرتے ہیں تو حضرت مفتی صاحب دامت فیوضھم بھی باضابطہ اس سے اعلان براءت

کر چکے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سے جو سوال کیا گیا اور حضرت نے جو اس پر فتویٰ ارشاد فرمایا وہ من وعن ہدیہ قارئین ہے۔

سوال:

مکرم مفتی محمد تقی عثمانی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعض حضرات جابجا ایسے پمفلٹ تقسیم کر رہے ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ آپ نے علاج کی غرض سے پیشاب سے سورہ فاتحہ لکھنے کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور آپ اسے جائز سمجھتے ہیں۔ براہ کرم اس بارے میں وضاحت فرمائیں کہ کیا آپ نے ایسا کوئی فتویٰ دیا ہے۔

محمد ابراہیم

جواب:

میں نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا پیشاب یا کسی بھی نجاست سے قرآن کریم کی کوئی آیت لکھنا بالکل حرام ہے اور میں معاذاللہ اسے جائز قرار دینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں نے میری طرف یہ فتویٰ منسوب کیا ہے ان کی تردید کر چکا ہوں جو روزنامہ اسلام کی 12 اگست 2004ء کی اشاعت میں شائع ہو چکی ہے۔ میری جس کتاب کا حوالہ میری طرف منسوب کر کے دیا جا رہا ہے اس کی حقیقت بھی میں نے اپنی تردید میں واضح کر دی ہے، اس کے باوجود جو لوگ اس فتوے کو میری طرف منسوب کر رہے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے اور کسی پر بہتان لگانے سے ڈرنا چاہئے۔ واللہ سبحانہ اعلم 9 رجب 1425ھ

فتوی نمبر 47/730 (بحوالہ فتاویٰ عثمانی ج 1 ص 200)

اس لئے اب جو بھی یہ بات احناف کے مفتیٰ بہا قول کے طور پر پیش کرے گا وہ بہتان کا مرتکب ہو گا وہ اس دن کو یاد کرے جب سب راز کھل جائیں گے اور وہاں کی عزت دائمی عزت ہو گی اور وہاں کی رسوائی دائمی رسوائی ہو گی۔

ملفوظات اوکاڑوی

مولانا محمد علی ڈیروی

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا: نجاسات کے ساتھ نماز پڑھنے کے بارے میں انجمن اہلحدیث پاکستان کا دعویٰ ہے کہ ہم لوگوں کو شخصی فقہوں سے ہٹا کر خالص خدا اور رسول کی طرف آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ واقعی کسی کو غلطی سے ہٹا کر سیدھی راہ پر لگانا بہت بڑی نیکی ہے لیکن اس نیکی کو چھپانا تو بہت بڑا گناہ ہے انہوں نے فقہ حنفی کی کیا غلطیاں نکالیں۔

فقہ حنفی میں (۱) خنزیر (۲) خمر (۳) خون (۴) منی (۵) مردار (۶) حلال و حرام جانوروں کا گوبر (۷) حرام جانوروں کا پیشاب (۸) کتے خنزیر وغیرہ درندہوں کا جھوٹا (۹) دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاخانہ (۱۰) منہ بھرتے یہ سب نجاست غلیظہ تھیں۔ غیر مقلدین نے ان سب کو پاک قرار دے دیا۔ (نزل الابرار ص 50,45، کنزالحقائق ص 16,17، بدور الاہلہ ص 15,16) گویا غیر مقلد اگر خنزیر کے جھوٹے سے وضو کرلے، کتے کے جھوٹے سے کپڑے دھولے، شراب، منی، خون بچوں کے پیشاب، پاخانہ سے بدن اور کپڑوں کو لت پت کر کے خنزیر پر سوار ہو جائے اور ”واللہ یحب المتطہرین“ کا ورد کرے تو عین فقہ نبوی کا عامل ہے۔ فقہ حنفی کی مخالفت کا اجر و ثواب بھی ضائع نہ ہوا۔ حنفی کہتے رہیں کہ تم نے نبی اقدس ﷺ پر جھوٹ بولے ہیں۔ ان کی طرف ایسی گندی باتیں منسوب کی ہیں کہ کسی سکھ نے بھی اپنے گرو کی طرف منسوب نی کی ہوں گی۔ تو صرف مسلک اہل حدیث زندہ باد کے نعروں سے اس آواز کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جب حنفی کہتے ہیں کہ ان دس چیزوں کے پاک ہونے کی ایک ایک صحیح، صریح، غیر معارض حدیث سنا دو تو اس کے جواب میں فقہاء احناف کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ نماز کی جگہ پاخانے سے لیپی ہو تمام بدن پر حیض کا خون اور پیشاب ملا ہو تو نماز حدیث کے عین مطابق۔ پس اس طرح فقہ حنفی میں نمازی کے بدن کا پاک ہونا شرط ہے۔ انہیں نے کہا پس

مصلیٰ بانجاست بدن آثم ست نمازش باطل نیست (ص38) کہ نماز پڑھنے والا گناہ گار ہے مگر اس کی نماز باطل نہیں۔ فقہ حنفی میں نمازی کے کپڑوں کا پاک ہونا شرط ہے ان لوگوں نے فقہ نبوی کے نام سے یوں لکھا "ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح باشد" (عرف الجادی ص22) کہ نماز میں شرم گاہ ننگی رہے تو نماز صحیح ہے۔ نیز نواب صدیق حسن صاحب نے لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ عورت اگر اکیلی ہو اور ننگی ہو کر پڑھے یا چند عورتیں اکٹھی ننگی ہو کر نماز پڑھیں یا میاں بیوی اکٹھے ننگے پڑھیں یا بہن بھائی اور باپ بیٹی اکٹھے ننگے نماز پڑھیں تو ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہم ان مسائل کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ (بدورالاہلہ ص39) فقہ حنفی میں یہ تھا کہ نماز وقت سے پہلے ادا نہیں ہو سکتی مگر فقہ الحدیث میں ہے کہ کہ اگر عصر کے وقت فٹبال کھیلنا ہو تو نماز عصر وقت سے پہلے ظہر کے ساتھ پڑھ لے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج1 ص 631)
اب دیکھئے قرآن وحدیث کے نام پہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔

ان کے لئے نجاست صرف جوان مرد عورت کا پیشاب، پاخانہ ہے یا حیض کا خون کیونکہ استحاضہ کا خون تو ان کے ہاں بالکل پاک ہے۔ اس لئے اگر غیر مقلد باپ بیٹی ننگے نماز پڑھیں نماز کی جگہ پاخانہ سے لیپی ہو تمام بدن پر حیض کا خون ملا ہو اور پیشاب بھی ملا ہو تو یہ نماز فقہ الحدیث کے عین مطابق ہے۔ مسلک اہل حدیث زندہ باد کے نعروں میں ان کو مبارک باد کہا جائے گا اور فقہ حنفی دفن ہو گئی کے نعروں سے اچھلیں گے۔ اور نہ حنفیہ نہ جعفریہ محمدیہ کے فلک شگاف نعروں سے ان کو خراج تحسین پیش کریں گے۔ لیکن ذرا اتنی احتیاط رکھیں گے کہ کسی حنفی نے یہ نماز دیکھ لی تو نعرے بھول جائےں گے۔ اور فقہاء کو گالیاں شروع ہو جائیں گی جن غیر مقلدین نے نبی پاک ﷺ کی طرف یہ گندے مسائل منسوب کئے ان پر جھوٹ بولا اور افتراء باندھے ان کو کبھی گالیاں نہیں دیں گے نہ آج تک ان کے رد میں کتابیں لکھیں نہ تقریریں کیں ،ہاں کتابوں اور تقریروں میں صرف فقہاء اہل السنت کو گالیاں دی جاتی ہیں اور بس۔

(تجلیات صفدر ج5 ص430 تا 432)

مروجہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز نہیں

عبد اللہ معتصم

زمانہ جس قدر خیر القرون سے دور ہوتا جارہا ہے اتنا ہی فتنوں کی تعداد اور افزائش میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ہر روز ایک نیا فتنہ سر اٹھاتا ہے اور عوام الناس کو اپنے نئے اعتقاد ،افکار اور اعمال کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اپنی خواہشات نفسانی کے پیش نظر قرآن وسنت کی وہ تشریح کرتا ہے جو ان کے خود ساختہ مذہب واعمال کے مطابق ہو۔ عوام چونکہ ان کے مکر وفریب سے ناواقف ہوتے ہیں۔لہذا ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں اور بعض اوقات اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

ان فتنوں میں سے ایک بڑا اوراہم فتنہ غیر مقلدیت کا ہے، جن کا کام امت کے معمول بہا اعتقادات اور اعمال کے مقابلے میں نئے اعتقادات اور اعمال مارکیٹ میں متعارف کروانا ہے۔ یہ فرقہ دعوی تو عمل بالحدیث کا کرتا ہے لیکن در حقیقت عامل علیٰ حدیث النفس ہے۔ انہوں نے اپنا سارازور فروعی مسائل پر لگایاااور اس حد تک گئے کہ مستحب، اولیٰ وغیر اولیٰ کے اختلاف کو خلاف کا جامہ پہناتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے اکثر مسائل کو قرآن وسنت کے خلاف قرار دیا۔ من جملہ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ جرابوں پر مسح کرنا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں احکامِ وضو بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

یاایھا الذین امنوا۔۔ وارجلکم الی الکعبین

(المائدہ: آیت6)

قرآن مجید کی اس آیت کا تقاضا یہ تھا کہ وضو میں ہمیشہ پاؤں دھوئے جائیں۔ کسی بھی صورت میں ان پر مسح جائز نہ ہو، لیکن موزوں پر مسح حضور ﷺ کے اتنی قولی، فعلی اور تقریری احادیث سے ثابت ہے جو معنیً متواتر یا کم از کم مشہور کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں۔

ان روایات کی وجہ سے پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں پاؤں دھونے کا حکم تب ہے جب موزے نہ پہنے ہوں اور اگر موزے پہنے ہوں تو تب دوران وضو ان پر مسح کرنا جائز ہوگا۔

(۱) محدث کبیر امام ابن منذرؒ حضرت حسن بصریؒ سے نقل فرماتے ہیں:

حدثنی سبعون من اصحاب رسول اللہ ﷺ انہ مسح علی الخفین

(الاوسط لابن المنذر ج1 ص430)

ترجمہ:

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ سے سنا کہ حضور ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا۔

2: قد صرح جمع من الحفاظ بان المسح علی الخفین متواتر وجمع بعضهم رواته فجاوز الثمانین ومنهم العشرة

(فتح الباری کتاب الوضوء، باب المسح علی الخفین)

ترجمہ:

حدیث کے حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ خفین پر مسح کا حکم متواتر ہے۔ بعض حضرات نے خفین کے مسح کی روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد کو جمع کیا تو ان کی تعداد 80 سے بھی زیادہ تھی، جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل تھے۔

(۳) حضرت ملا علی قاریؒ مشکوٰۃ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

قال الحسن البصری ادرکت سبعین نفراً من الصحابة یرون المسح علی الخفین ولهذا قال ابو حنیفة ما قلت بالمسح حتیٰ جاءنی فیه مثل ضوء النهار۔

(المرقاة ج2 ص77)

ترجمہ:　　حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا میں نے ستر ایسے صحابہ کو پایا جو خفین پر مسح کے قائل تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اسی وجہ سے فرمایا کہ میں خفین پر مسح کا اس وقت تک قائل نہ ہوا جب تک میرے پاس اس کے دلائل اس حد تک واضح و روشن نہ ہوئے جس طرح دن کی روشنی ہوتی ہے۔

موزوں پر مسح کے جواز اور عدم جواز کے اعتبار سے اصولی طور پر اس کی تین قسمیں بنتی ہیں۔

(۱) حقیقی خفین: (چمڑے کے موزے) ان پر باجماع امت مسح کرنا جائز ہے۔

(۲) حکمی خفین: (وہ موزے جو چمڑے کے نہ ہوں لیکن موٹے ہونے کی بناء پر ان میں اوصاف چمڑے کے موزوں ہوں) ایسے موزوں پر مسح کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، جمہور فقہاء کا فتوی انہی موزوں پر جواز کا ہے۔

(۳) غیر حقیقی غیر حکمی خفین: (مروجہ اونی، سوتی یا نائیلون کی جرابیں) ایسی جرابوں کے بارے میں جمہور امت کا اتفاق ہے کہ مسح جائز نہیں۔

(۱) ملک العلماء امام علاء الدین ابو بکر بن سعود الکاسانی الحنفی تحریر فرماتے ہیں:

"فان کانا رقیقن یشفان الماء لایجوز المسح علیھا باجماع"

(بدائع الصنائع ج1 ص83 کتاب الطہارۃ)

ترجمہ:　　اگر موزے اتنے پتلے ہوں کہ ان میں سے پانی چھن جاتا ہو تو ان پر بالاجماع مسح جائز نہیں۔

(۲) امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی نے اپنی کتاب "المغنی" میں مسئلہ "مسح علی الجوربین" کے تحت فرمایا ہے:

لایجوز المسح علیہ الا ان یکون مما یثبت بنفسہ ویمکن متابعۃ المشی فیہ واما الرقیق فلیس بساتر۔

(المغنی لابن قدامہ ج1 ص377 مسئلہ 85)

ترجمہ: کپڑے کے موزے پر مسح جائز نہیں۔ ہاں اگر موزے اتنے مضبوط ہوں کہ پنڈلی پر خود سے ٹھہرے رہیں اور ان کو پہن کر مسلسل اور غیر معمولی چلنا ممکن ہو۔ جہاں تک پتلے موزوں کا معاملہ ہے (جن میں مذکورہ شرائط نہ ہوں) تو وہ پاؤں کے لئے ساتر نہیں۔

ہر مسئلے کی طرح لامذہب فرقہ غیر مقلدین نے جمہور امت کے اجماع اور تعامل سے ہٹ کر اپنا ایک نیا اور امتیازی موقف اختیار کیا ہے۔ اور مروجہ اونی، سوتی یا نائیلون وغیرہ کی جرابوں کو موزوں کی مماثل قرار دے کر ان پر بھی مسح کو جائز کہا۔

(نماز نبوی ص 77)

اپنے اس موقف پر چند ان ضعیف روایات کا سہارا لیا جو اصول جرح وتعدیل کے اعتبار سے قابل استدلال نہیں۔

غیر مقلدین کے مستدلات اور ان کا جائزہ

(۱) عن مغيرة بن شعبة قال توضا النبی ﷺ ومسح على الجوربين والنعلين

(سنن ابی داود ج 1 ص 33 باب المسح علی الجوربین)

اس حدیث کے ذیل میں غیر مقلد عالم مولوی عبد الرحمان مبارک پوری نے مختلف ائمہ کے اقوال نقل کر کے اس کو ضعیف اور ناقابل استدلال ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے (۱) ضعفه كثير من ائمة الحديث ترجمہ: حدیث کے کافی سارے اماموں نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (۲) امام مسلم بن الحجاج فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ابو قیس اودی اور ہزیل بن شرحبیل نے حدیث کے بقیہ تمام راویوں کی مخالفت کی ہے باقی رواۃ نے موزوں پر مسح کو نقل کیا ہے۔ لہذا ابو قیس اور ہذیل جیسے راویوں کی وجہ سے قرآن کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

(تحفة الاحوذی ج 1 ص 346,347 باب ما جاء فی المسح علی الجوربین)

(۳) امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے (سنن البیہقی ج 1 ص 290 کتاب الطہارۃ، باب کیف المسح علی الخفین)

عبد الرحمن مبارکپوری حدیث کے ضعف پر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کرنے کے بعد حدیث کے بارے میں اپنا موقف سناتے ہیں کہ "میرے نزدیک اس حدیث کا ضعیف قرار دینا مقدم ہے امام ترمذیؒ کے حسن صحیح کہنے پر" **(تحفۃ الاحوذی ج1ص347)**

دوسری دلیل:

عن ابی موسیٰ ان رسول اللہ ﷺ توضا ومسح علی الجوربین والنعلین۔

(ابن ماجہ ج1ص186 کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی المسح علی الجوربین والنعلین)

یہ حدیث بھی غیر مقلدین کے لئے حجت نہیں بنتی۔ اس لئے کہ اس کی سند پر ائمہ جرح وتعدیل نے کافی بحث کی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں امام یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا راوی عیسیٰ بن سنان ضعیف الحدیث ہے۔

(تہذیب التہذیب ج8ص212)

امام الجرح والتعدیل حافظ شمس الدین الذہبیؒ اپنی کتاب میزان الاعتدال میں عیسیٰ بن سنان کے متعلق لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اس کے متعلق فرمایا کہ وہ ضعیف ہے۔

(میزان الاعتدال ج5ص376)

مشہور غیر مقلد عالم عبد الرحمن مبارکپوری نے اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی میں اس حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے امام ابو داود کا قول نقل کیا ہے کہ "یہ حدیث نہ متصل ہے اور نہ قوی ہے" ابو حازم نے حدیث کے راوی سفیان کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے حدیث لکھی تو ہیں لیکن بطور استدلال پیش نہیں کی جاسکتیں۔

تیسری دلیل:

عن بلال رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ یمسح علی الخفین والجوربین.

(طبرانی ج1ص350رقم1063)

یہ حدیث بھی بطور حجت پیش نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ امام زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں یزید بن زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(نصب الرایہ للزیلعی ج1ص185,186)

(۲)حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یزید ضعیف تھا، آخری عمر میں اس کی حالت بدل گئی تھی اور وہ شیعہ تھا۔ (تقریب ج2ص365)

چوتھی دلیل:

عن ثوبان قال بعث رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سرية فاصابهم البرد فامرهم ان يمسحوا على العمائم والتساخين.

(ابوداود ج1ص19)

اس حدیث کے بارے میں عبدالرحمن مبارک پوری لکھتا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ امام ابن ابی حاتم کتاب المراسیل ص22 پر امام احمدؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حدیث کے راوی راشد بن سعد کا سماع ثوبان سے ثابت نہیں۔ **(تحفة الاحوذی ج1ص330)**

(۲)تساخین کے لغت میں تین معانی کئے گئے ہیں۔(۱)ہانڈیاں (۲)موزے(۳)علماء کے سر پر ڈالنے کا کپڑا (المنجد ص474)

لہٰذا متعین طور پر اس کو صرف جرابوں پر حمل کرنا درست نہیں۔

مسح علی الجوربین کے بارے میں غیر مقلدین اکابر کی رائے

(۱)غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتا ہے:"مذکورہ (اونی یاسوتی)جرابوں پر مسح جائز نہیں کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں" (فتاویٰ نذیریہ از نذیر حسین دھلوی ج1ص327)

(۲)دوسری جگہ لکھتا ہے "خلاصہ یہ ہے کہ (باریک)جرابوں پر مسح کے جواز پر نہ قرآن سے کوئی دلیل ہے نہ سنت صحیحہ سے نہ قیاس سے۔"

(۳) غیر مقلدین کے مشہور عالم ابو سعید شرف الدین دہلوی کا جرابوں پر مسح کے بارے میں فتویٰ: ”پھر یہ مسئلہ (جرابوں پر مسح) نہ قرآن سے ثابت ہے نہ احادیث مرفوعہ صحیحہ سے نہ اجماع سے نہ قیاس سے نہ چند صحابہ کے فعل سے اور غسل رجلین قرآن سے ثابت ہے۔لہذا خف چرمی (موزوں) کے سوا جرابوں پر مسح ثابت نہیں۔“ (زبیر علی زئی متروک مردود عند الجمہور نے اس مسئلہ پر اپنی فطرت سے مجبور ہو کر امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے جسے آئندہ شمارہ میں واضح کیا جائے گا۔) پتہ چلا کہ مسح علی الجوربین ایسا مسئلہ ہے جس کے جواز عدم جواز کے بارے میں غیر مقلدین کے خود آپس متفرق اقوال ہیں۔لہذا ان ضعیف روایات کے بل بوتے پر پوری امت سے ہٹ کر ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنانا اور جمہور امت کے تعامل کو جو کہ قرآن وسنت وآثار صحابہ وتابعینؒ کے عین موافق ہے، چھوڑنا ضد اور ہٹ دھرمی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں سنت صحیحہ کی اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

الاناءیترشح بمافیه

مولانا محمد عاطف معاویہ

دنیا میں جس آدمی کا جتنا بلند مقام ہو اس کے دشمن اور حاسد بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے محبوب بندوں کے ساتھ بغض کا اظہار کر کے اپنی دنیا اور آخرت برباد کرتے ہیں۔ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے محبوب خاتم الانبیاء، مقصود کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر برا ہو حسد اور بغض کا کہ حاسدین نے اس مبارک ہستی کو بھی معاف نہیں کیا جن کی برکت اور صدقے سے کائنات کو وجود ملا، انسانیت کو عظمت ملی۔ حاسدین نے اپنے اس محسن کو اتنا ستایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا قرب چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنی پڑی۔

دوست ہوتے ہیں فدا جلتے ہیں دشمن تجھ سے
کون ہے جو تیرے حسن کا پروانہ نہیں

یعنی جان تو ہر کوئی دیتا ہے، کوئی تو آپ کی محبت اور عشق میں جان دیتا ہے اور کوئی حسد اور کینہ کی آگ میں جل کر۔

یہی حال خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک علمی وارث اللہ کے محبوب بندوں میں سے ایک عظیم نام امام الائمہ، سراج الامہ، سید الفقہاء والمحدثین امام اعظم فی الفقہاء ابو حنیفہ نعمان بن ثابت التابعی رحمہ اللہ کا ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بہت سارے کمالات سے نوازا تھا۔ آپؒ کے اندر بہت ساری خوبیاں موجود تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ پر ایک انعام یہ فرمایا کہ آپؒ کو تابعی ہونے کا شرف بخشا۔ آپؒ نے صحابہ کرام میں سے کئی ایک صحابہ کی زیارت کی اور ان سے روایت نقل کی۔ تابعی ہونا اتنا بڑا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں جہاں صحابہ کرام سے

رضا کا اعلان فرمایا وہاں پر "والــذین اتبعــوھم باحســان" فرما کر تابعین کو بھی اپنی رضا کے سر ٹیفکیٹ سے نوازا ہے۔

اسی طرح رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا:

"لاتمس النار مسلما رانی ورای من رانی"

(سنن الترمذی ج2ص225باب ما جاء فی فضل من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ)

یعنی جس مسلمان نے مجھے دیکھا یا جس نے میرے صحابی کو دیکھا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو فقہ والی دولت سے نوازا تھا اور یہ دولت اس کو ملتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں۔ فقہ وہ دولت ہے جو صرف موحد مسلمان کو نصیب ہوتی ہے یہ دولت کسی منافق کو نہیں مل سکتی۔ فقہ وہ عظیم ہتھیار ہے کہ شیطان ہزار عابدوں سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا ایک فقیہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم دولت بھی امام اعظمؒ کو عطا فرمائی ہے۔ اور اتنی وافر مقدار میں عطا فرمائی ہے کہ عظیم محدث حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

"واما افقه الناس فابو حنيفة ثم قال ما رايت فی الفقه مثله"

(تہذیب الکمال ج10ص315رقم الترجمہ7073)

امام ابو حنیفہؒ تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ ہیں، میں نے فقہ میں ان جیسا کوئی اور نہیں دیکھا یعنی اللہ تعالیٰ نے فقہ والی دولت امام صاحب کو سب سے زیادہ عطا فرمائی ہے۔

موجودہ دور میں "نام نہاد اہل حدیث" حقیقتاً غیر مقلدین جن کی دن رات یہی محنت ہوتی ہے کہ لوگوں کے دلوں سے فقہاء کی عظمت ختم کی جائے اور فقہ پر اعتماد باقی نہ رہے۔ یہ لوگ امام صاحب کے خلاف اپنے قلم اور زبان کو استعمال کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی بڑا معرکہ فتح کر لیا، حالانکہ حضرات ائمہ کے خلاف بات کرنا یہ اہل السنت والجماعت کا شیوہ نہیں

ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خان کے بیٹے سید علی خان اپنے والد کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس زمانہ کے آفات میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ تقلید کے رد وقدح میں حضرات ائمہ عظام تک طعن و تشنیع کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور یہ ایک بد بختی اور صریح گمراہی ہے۔ چند بدنام لوگ سلفِ صالحین کے رسوا کرنے میں اپنے منہ کو اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کرتے ہیں۔ (ونعوذ باللہ من الخذلان) اگر کوئی متبع کسی امام یا عالم پر بالتعین طعن وقدح کرتا ہے تو وہ مغتاب ہے اور غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ جب احاد امت کی غیبت کرنا حرام ہے تو پھر جو ائمہ و علماء آخرت ہیں جو شخص ان کی غیبت کرتا ہے تو اس کا لعن و طعن اسی مغتاب پر عود کرتا ہے۔ یہ (یعنی ائمہ کے خلاف زبان درازی کرنا۔ از راقم) مذہب رفض کا شیوہ ہے نہ مذہب اہل سنت کا“ **(مآثر صدیقی حصہ چہارم ص22,23)**

تو نواب صاحب کے بقول ائمہ پر طعن کرنا ان کی مخالفت کرنا یہ روافض کا کام ہے۔ چنانچہ روافض کے نقش قدم پر چلنے والوں میں سے ایک نام دورِ قریب کے مشہور غیر مقلد ”نام نہاد محقق“ رئیس ندوی کا بھی ہے، جو علماء کرام کی مخالفت سے شروع ہوا اور حضرات صحابہ کرامؓ تک ناروا زبان استعمال کی۔ اس نے امام اعظم کے خلاف زبان دراز کر کے اپنی عاقبت برباد کی اور بقول نواب صدیق حسن یہ بدبخت اور گمراہ ہوا اور اپنے منہ کو اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کیا۔ اس نے جس انداز میں امام صاحب سے بغض کا اظہار کیا ہے شاید اس کی مثال نہ ملے۔ اس نے اپنی ایک کتاب میں عنوان قائم کیا ”امام ابو حنیفہؒ سے ان کے شرکیہ و کفریہ عقائد سے بار بار توبہ کرائی گئی“ آگے مزید بغض کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”موصوف ابو حنیفہ کسی گمراہ کن عقیدہ سے توبہ کرنے میں مخلص نہیں بلکہ تقیہ سے کام لیتے تھے۔“

(مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ ص124)

گویا کہ موصوف ندوی کے نزدیک امام اعظمؒ کے عقائد کفریہ وشرکیہ تھے اور امام صاحبؒ تقیہ سے کام لیتے تھے۔ ندوی صاحب نے بغض کی وجہ سے امام اعظمؒ کے نام کے ساتھ "امام" کا لفظ لگانا بھی گوارا نہ کیا، صرف "موصوف ابو حنیفہ" کہا۔ جبکہ مشہور غیر مقلد عالم مولوی غزنوی اسی بات کا رونا روتے ہوئے کہتے ہیں:"جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روحانی بد دعا لے کر بیٹھ گئی ہر شخص ابو حنیفہ ابو حنیفہ کہہ رہا ہے۔"

(سوانح داود غزنوی ص136)

قارئین! غور فرمائیں ندوی غیر مقلد کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ توبہ کرنے میں تقیہ سے کام لیتے تھے مخلص نہ تھے یعنی بقول ان کے امام صاحبؒ نے سچی توبہ نہیں کی اور کفریہ عقائد عقائد کی حالت میں فوت ہوئے (نعوذ باللہ)۔ جبکہ غزنوی صاحب امام اعظمؒ کو رحمہ اللہ کہہ کر دعا دے رہے ہیں۔ کیا کسی غلط عقیدہ والے شخص کو "رحمہ اللہ" کہہ سکتے ہیں؟؟؟

ہم شروع میں یہ بات عرض کر آئے ہیں کہ فقہ والی نعمت ہمیشہ موحد اور صحیح عقیدہ والے کو نصیب ہوتی ہے، کبھی منافق اور غلط عقیدہ والے کو یہ دولت نہیں ملتی۔ امام صاحبؒ کو اس دولت کا نصیب ہو جانا اللہ کے محبوب اور مخلص و موحد ہونے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امام صاحبؒ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر کے آپ کو "تفقہ فی الدین" والی دولت دی۔ امام ابن مبارک نے آپؒ کو افقہ الناس فرمایا، امام شافعیؒ نے فقہ میں تمام لوگوں کو امام اعظمؒ کے بچے فرمایا۔ دوسری طرف بیچارہ ندوی ہے جو اپنے اندر چھپے بغض کا اظہار کر رہا ہے۔وللہ در القائل " الاناء یترشح بما فیہ" برتن میں جو کچھ ہو گا وہی باہر نکلے گا۔ امام ابن المبارکؒ کا ذہن چونکہ صاف تھا اس لئے انہوں نے امام صاحبؒ کی تعریف کی۔ ندوی کے دماغ میں گندگی کے انبار تھے اس نے وہی باہر نکالے۔ موصوف ندوی کو امام اعظمؒ کے ساتھ جو بغض اور حسد ہے یہ صرف اس کی ایک مثال ہے۔ باقی اس نے حضرت امام اعظمؒ اور حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف جو زہر اگلا ہے اس پر خود اس کی کتابیں شاہد ہیں۔

غیر مقلدین کے بڑوں کے نزدیک امام صاحبؒ کا مقام کیا تھا اور امام اعظمؒ کے گستاخ کی عاقبت کیسی ہوتی ہے؟ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مولوی صاحب جس کا نام عبدالعلی تھا وہ مولانا عبدالجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے امام صاحب کے بارے میں نازیبا کلمات کہے۔ اس کی اطلاع جب مولانا غزنوی کو ہوئی تو انہوں نے اس کے متعلق کیا کہا؟ اسے ملاحظہ فرمائیں: ”ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ ابو حنیفہ سے تو میں اچھا ہوں اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔“ اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی کو پہنچی۔

وہ بزرگوں کا نہایت ادب کرتے تھے۔ انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسے سے نکال دو۔ وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا۔ تو مولانا عبدالجبار غزنوی نے فرمایا مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائے گا۔ مفتی محمد حسن راوی (کہتے) ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ وہ شخص (امام صاحب کا گستاخ) مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کرکے مسجد سے نکال دیا اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبدالجبار غزنوی سے سوال کیا۔ حضرت آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا۔ فرمانے لگے ” جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی اسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی کہ ” من عادیٰ لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب“ (حدیث قدسی) جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ میری نظر میں امام ابو حنیفہؒ ولی اللہ تھے جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز چھینتا ہے۔ اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں اس لئے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا“۔

(سوانح داود غزنوی ص191,192)

ندوی کہتا ہے کہ امام اعظمؒ کے عقائد کفریہ شرکیہ تھے، جبکہ غزنوی صاحب کہتے ہیں کہ امام اعظمؒ میری نظر میں ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ ہمیشہ مومن ہوتا ہے۔ کیا کبھی کوئی غلط عقیدہ والا بھی اللہ کا ولی ہوا ہے ؟اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام اعظمؒ کے گستاخ کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ایمان والی دولت عطا فرمائی ہے اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے ساتھ محبت کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کی بے ادبی اور گستاخی سے محفوظ فرمائیں اور ہمیں اپنے محسن امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ادب واحترام کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم

یہ طوفان نہ تھم سکے گا

مولانا مقصود احمد

ایسے عملی اور فکری اصول جن پر عمل کرنے کی وجہ سے خداوند قدوس نے انسانیت کو دنیا میں کامیابی و حکمرانی کے ساتھ ساتھ نجاتِ عقبیٰ کا مدار قرار دیا تھا، ان اصولوں سے انسان اپنی فطری جہالت اور نسیان کی وجہ اتنا دور ہو گیا کہ جس کی وجہ سے انسان اپنے خالق و مالک، معبود برحق سے بے خبر ہو کر چپے چپے پر اپنے ہاتھوں سے تراشے بتوں کو سجدہ کرنا عبادت سمجھنے لگا اور اصل تعلیمات ِرب العالمین لانے والے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنے خود ساختہ علم و عمل کی وجہ سے صرف انکار ہی نہیں الٹا خود کو ایسا حق پر سمجھا کہ "ابنـــــــاء اللہ واحبـــاہ" (اللہ کے بیٹے اور محبوب) کا مصداق قرار دے کر حضرات انبیاءؑ پر طعن و تشنیع، ظلم و ستم کرنے کو روا سمجھا۔ جب اس سے بھی غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو پھر انہیں معبودان باطلہ کی وجہ سے ایک دن میں بیسیوں حضرات انبیاء کرامؑ کو شہید کر دیا (نعوذ باللہ)۔ اسی طرح یہ سلسلہ حق و باطل، ظلم و انصاف، اعداء اللہ اور اولیاء اللہ یعنی دو ذہن، دو نظریہ کے لوگ تاریخی سفر طے کرتے کرتے بالآخر اس دور کو بھی پہنچے جب اصل دیندار لوگوں یعنی حضرات انبیاءؑ کی تعلیمات اور احکامات خداوند انسان کے علم اور عمل سے تو کیا کتابوں اور خیالوں سے نکل گئیں، جس کی وجہ سے ہر طرف بازارِ ظلم گرم ہو گیا۔

بے حیائی اور فحاشی کو اپنی قومی تہذیب اور زمانہ میں ترقی کرنے کا راز (جیسے آج کل) قرار دیا جانے لگا، عورت کی قدر جانوروں سے بھی گر گئی۔ جسم فروشی اور عصمت دری اس روشن خیال قوم کے معمولی اور اخلاقی مسئلے سمجھے جانے لگے، یعنی انسانیت عقیدہ سے اخلاق تک، گھر سے بازار تک، قوم سے معاشرہ تک، احکامِ خدا اور تعلیمات انبیاء علیہم السلام سے بے خبر ہی نہیں بلکہ ان تمام جرائم کے ارتکاب کو اپنا فطرتی حق سمجھ کر برائیاں کرنے لگی۔ اس

لئے اس دور کو "دور جاہلیت" اور "زمانہ فترت" کہا جاتا ہے ۔تو ایسے نازک وقت میں اللہ رب العالمین کو انسانیت پر ترس آیا۔ پھر اسی معاشرہ کے ایک عظیم خاندان سے ایک نبی آخر الزماں ، سردار دوجہاں حضرت محمد بن عبد اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو پیدا کیا، جس نے اپنی امانت اور دیانت کے ذریعے ان تمام معاشرہ بگاڑ لوگوں کو اپنا غلام بنالیا اور لوگ بھی اس کی صدق وامانت اور خوش خلقی کی وجہ سے اسے "صادق الامین" کہتے ہی نہیں بلکہ عملاً بھی مانتے تھے۔ پھر اسی نبی نے انبیاء سابقین کی طرح اصل مقصد نبوت کی طرف اپنی غافل قوم کو متوجہ کیا۔ تو سابق کی طرح اب بھی حق و باطل صف آراء ہوئے، جس کی پاداش میں ہمارے نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نرم ولطیف جسم اطہر پر ماریں پڑیں ،کانٹے بچھائے گئے ،لہولہان کیا گیا، لیکن یہ کوہِ گراں اپنے صبر واستقامت کی وجہ سے ایک انچ بھی اپنے موقف اور مقصد نبوت سے نہ ہٹا۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ ذاتیات پر بدلہ نہ لینے والا الٹا خوش خلقی اور خدا داد تدبر و فراست سے اپنے جان نثاروں کا اتنا مجمع تیار کر گیا کہ جس کو ہر میدان میں شکست دینا مشکل اور محال سمجھا گیا۔ بلکہ ان کی دینی دعوت اور نشر اسلام کے جذبہ کے سامنے کئی سپر طاقتیں ہتھیار ڈال کر صلح کرنے میں اپنی عافیت سمجھ بیٹھیں کہ اس لشکر صحابہ سے مقابلہ کرنا مشکل ہے۔

امن صرف ان کی بات تسلیم کرنے میں ہے تو یہ حق و باطل کا معرکہ ہر میدان یعنی نظریاتی ،اخلاقی اور عملی میں ہوا لیکن باطل کا طرز الزام تراشی، طعن و تشنیع ، سب و شتم اور ذاتیات پر حملہ کرنا تھا۔ اپنے نظریہ باطل کی محنت کم لیکن دوسرے مقابل (اہل حق) کا تشخص تباہ کرنے کی سر توڑ محنت تھی۔ تو دوسری طرف اہل حق نے اپنے اوپر آنے والے تمام حالات کا ہر دور میں بڑی حکمت ، فراست ، عقل ودانش ، سنجیدگی اور متانت، شائستگی اور تہذیب سے اخلاق کے دائرہ میں رہتے ہوئے مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں باطل کو اپنا منہ لے کر ہر میدان سے بھاگنا پڑا جیسا کہ تاریخ یہی کچھ کرتی اور دیکھتی ہوئی سوا چودہ سو سال کا سفر کر کے ہم تک پہنچی ہے۔ اگر تعلیمات نبویہ، نظریاتِ صحابہ کرامؓ اور فقاہت اسلاف کی بات اس دور میں کسی

نے مدلل، پر مغز، شائستگی اور حکمت کے ساتھ کی ہے تو مقابلے میں مخالف ذہن لوگوں نے پرانے گروں کے ساتھ الزام تراشی اور ذاتیات پر اتر کر اہل حق کے تشخص گرانے کی بے سود کوشش کی۔

اسی طرز سے حق وباطل کی پہچان بآسانی ہو سکتی ہے، کھرے کھوٹے میں میزان قائم کرنا آسان ہو جاتا۔ تو دیکھئے جب عقائد اور مسائل اہل السنۃ کو بڑے مدلل انداز میں درد امت کو سینے میں سمو کر بڑی سنجیدگی کے ساتھ الزام اور ذاتیات پر حملہ کیے بغیر متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ نے بات کی تو قوم کو اپنے بھولے اور کھوئے نظریات واعمال دیکھائی دینے لگے، جس کی وجہ سے وہ اپنے مشفق ترجمان (مذکور) کو قلب وجگر میں جگہ دینے لگے تو متکلم اسلام کے حلقہ بیان اور دعوتی پیغام کی وسعت سے باطل نظریہ والوں کی ایجاد اور بدعت سے بھری سرسبز وشاداب زمین دوبارہ ناکارہ اور بنجر ہونا شروع ہو گئی اور لوگوں نے بھی ان کا دھیان چھوڑ کر اصل مرکز ومخزن کی طرف توجہ دی۔ تو یہ بات یار لوگوں کو آنکھ میں تنکے کی طرح چبھنے اور پیٹ میں مروڑ کی طرح تکلیف دینے لگی۔ تو اب انہوں نے اپنے سابقہ آباءوالے ہتھکنڈے استعمال کیے (یعنی گالی، الزام، ذاتیات پر حملے وغیرہ) جو سلیم الفطرت اور صحیح العقل آدمی سوچ میں بھی نہیں لاسکتا۔ یہ الزامات اس لیے لگائے تاکہ کسی طرح سے اس کا تشخص تباہ ہو اور لوگ اس کے مجمعے میں جانا چھوڑ دیں تاکہ ہمارے حقائق اور اصل پول نہ کھلیں۔

لیکن وہ کسی بھی نظریہ والے لوگوں کی ذاتیات پر حملہ کرنے اور سب وشتم کی بجائے اپنے اسلاف کے نظریات سے اخلاقیات تک کی تعلیمات کو بڑی دیانت، صدق، امانت کے ساتھ بیان کرتا رہا اور سمندروں کی موجوں اور موسم گرما کے طوفان وہوا کی طرح ہر آدمی کے قلب وجگر پر اثر انداز ہوتا گیا۔ تو یار لوگوں (مخالفین) نے اپنے آزمائے گُر بے کار اور غیر موثر سمجھ کر الٹا ہمارے ہم نظریہ اور ہم عقیدہ لوگوں کے کندھوں پر بندوقیں رکھ کر چلانا

شروع کیں جیسے آئے روز میسجز اور جھوٹی افواہیں سننے میں آتی ہیں اور ہماری مذہبی یا سیاسی جماعت کے ساتھ اپنی پرانی رفاقتیں یاد کرا کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی لا حاصل کوشش کی۔ لیکن بانیان جماعت مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب اور امیر عزیمت شہید ناموس صحابہ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے عقیدے اور نظریے کو نہیں دیکھا کہ وہ کس عقیدہ کے حامل تھے؟ کس ذہن سے تعلق رکھنے والے اور اصل میں کن کے تھے؟

اے کاش! تو بھی اس کو سوچے اور سمجھے تو!

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

اور یار لوگ سوچیں کہ ہم کس منہ سے ان بانیان جماعت کے ساتھ اپنا تعلق چھوڑ رہے ہیں اور ان کے جانشینوں کے ساتھ اور پھر بانیان جماعت کے صحیح نظریات وعقائد کے حامل لوگوں سے ہمارا کیا تعلق؟ کیا تفرقہ بازی یا نظریاتی بگاڑ پیدا کرنے کی سازش؟ افسوس صد افسوس! ہمارے ہم نظریہ لوگ یار دوستوں کی سازش کو کیوں نہیں سمجھ رہے اور اگر سمجھے تو اپنوں کا دفاع کیوں نہیں کرتے۔ الٹا انہیں کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اپنوں کی تنقید کو اپنا صبح وشام کا وظیفہ کیوں بنالیا؟ اور باطل نظریہ لوگوں کے تعاقب کو چھوڑ کر خانہ جنگی کیوں شروع کرلی؟ کیا کبھی ہم نظریہ بھائیوں میں لڑائی اچھی لگتی ہے؟ نہیں!

باتیں تو بہت ہیں لیکن وسعت صحرا کم ہے

بس آخر میں یہی بات سوچنی چاہئے کہ جو ہمارے بڑوں سے بیزار ہوں اور ان کے عقیدہ سے فرار ہو ں وہ ہمارے کبھی نہیں ہوسکتے، مفاد کی وجہ سے ہمارے ساتھ ہیں، ہر مشکل کے وقت جدا ہونے میں کبھی دیر نہیں کریں گے۔

اے کاش! ہم سمجھیں اور بعد میں پیدا ہونے والے مسائل اور کمزوری کو حل کرنے لئے اکٹھے چلیں اس آدمی کے ساتھ جو بانیان جماعت کے عقیدے کی ترجمانی کرتا ہو۔ وہ دفاع ناموس صحابہ ہو یا خلافت صحابہ، شان صحابہ ہو یا فراست وسیاست صحابہ اور دشمنان اسلام سے

دلی نفرت رکھتا ہی نہ ہو بلکہ لوگوں کی بھی ذہن سازی کرتا ہو تو پھر ایسے محسن کی قدر کرنی چاہیے اور مزید اس کے دعوتی، نظریاتی، کام میں سد سکندری بننے کی بجائے حوصلہ افزائی کی سیج بچھانی چاہیے۔ یہ محض خیال اور وہم ہے کہ اس کا نظریاتی، اخلاقی اور عملی دلائل پر مبنی بیان کا طوفان باطل ہتھکنڈوں اور قسماقسم سازشوں اور حیلوں سے تھم جائے گا؟ نہیں بلکہ وہ تو ہر اندر یا باہر والے آدمی کو اپنی ہوا سے گرم یا سرد ضرور کرے گا پھر کوئی بوکھلا جائے گا اور سازشوں پر اتر آئے گا اور کوئی ان کو قلبی سکون سمجھ کر اس نعمت کی قدر کرتا ہوا اللہ کی شکر گزاری کرے گا کہ اللہ تیرا شکریہ کہ تو نے ان کی وجہ سے مجھے اسلاف کا صحیح عقیدہ و عمل نصیب فرمایا۔ اے اللہ تیرا شکریہ اس کے بعد برملا کہہ دو!

جو ہمارے اسلاف کا نہیں وہ ہمارا نہیں

جو اسلاف کا قدردان ہمارا وہ امام

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کے ویڈیو بیانات

موضوع	مقام	تعداد	قیمت
تاریخی بیان حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	گوجرانوالہ	2	60
یادگار خلیل علیہ السلام	ماموں کانجن	2	60
شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	پسرور	1	30
دہشت گرد کون؟	شاہ کوٹ	1	30
جاوید غامدی کے نظریات	لاہور	1	30
شاہ امام اعظم ابو حنیفہؒ	لاہور	2	60
ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم	لاہور	1	30
ایصال ثواب	لاہور	1	30

بے تاج بادشاہ

مولانا محمد رضوان عزیز

زبیر علی زئی صاحب نے اپنی دین دشمنی اور مردہ دلی کا مظاہرہ تو بہر حال کرنا ہی ہوتا ہے چاہے کذب بیانی کے تمام ریکارڈ توڑ کر جو کہ خود اپنے ہی قلم وزبان سے بنائے ہوتے ہیں نئے ریکارڈ قائم کر دیتے ہیں۔ ان کی مختلف عنوانات پر لکھی ہوئی بے ربط، بغض وعناد سے بھرپور بدبودار نظریات سے آلودہ تحریر عقل سلیم اور طبع مستقیم رکھنے والے ہر شخص کے لئے قابل نفرت ہوتی ہے۔ اپنے فرقے کے نزدیک تو جناب نہ جانے کیا کچھ ہیں لیکن اہل نظر جانتے ہیں کہ تلبیس وفریب، کذب وخیانت کا یہ شخص بے تاج بادشاہ ہے۔

جس طرح پیغمبر ﷺ کی مبارک احادیث کا یہ شخص دشمن ہے اور اپنے انکار حدیث پر مبنی ماہواری رسالہ "الحدیث" کو نشتر زنی کرنے میں مشغول رکھتا ہے۔ کبھی سند کا بہانہ بنا کر کبھی کسی راوی کی اوٹ لیکر اور کبھی کسی محدث یا فقیہ کے کلام کا سہارا لیکر معنی بدل کر نئی چال اور نئی تبدیلی سے حدیث کو کبھی ضعیف کہہ کر رد کر جاتا ہے، کبھی کسی ایک راوی کی ثقاہت مجروح ہونے پر اس پر موضوع کا حکم لگا دیتا ہے اور فقہاء احناف کا جب نام آجائے تو پھر تو اس کی حالت دیدنی ہوتی ہے۔

جب تک اس عالم یا فقیہ پر زبان درازی نہ کر لے اور اپنے خبث باطن کا اظہار نہ کر لے اس سے رہا نہیں جاتا اور اہل حق کی دشمنی میں تمام قواعد وضوابط کو روند کر حد سے گذر جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس بے چارے کے حال پر رحم فرمائے اور اہل حق کے بغض کی ہنڈیا اس کے سینے میں جوش مارتی رہتی ہے اسے ٹھنڈا فرمائے۔ جناب نے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبر کے بارے میں موجود احادیث پر عمل جراحی کرتے ہوئے اہل السنت والجماعت کے اتفاقی مسئلے کو مشکوک بنانے کی گھٹیا حرکت کی اور مسند ابی یعلیٰ موصلی کی روایت:

"الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون"

پر ادھر ادھر کی جروحات نقل کرکے "الحدیث" کا پیٹ بھر کر اس حدیث کو ضعیف اور مردود کہا ہے اور اپنی جرح کا آغاز مسند ابی یعلی موصلی: ج6: ص:147: پر موجود اس حدیث کی سند سے کیا ہے:

یحی بن ابی بکیر حدثنا المستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت البنانی عن انس بن مالك قال: قال النبی ﷺ ....-

اب زبیر علی زئی متروک ومردود وکذاب کی جرح نقل کرنے سے پہلے ہم ان رواۃ حدیث کی توثیق باحوالہ نقل کردیں تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اس بھینگے کو صرف وہی طرف نظر آتی ہے جو یہ خود دیکھنا چاہتا ہے۔

جلیل القدر محدث فخر المحدثین زبدۃ المحققین رئیس المفسرین امام اہل السنۃ والجماعۃ الشیخ سرفراز خان صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ اپنی بے نظیر تصنیف تسکین الصدور میں اس حدیث کی سند پر کلام کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) امام ابویعلیٰ الموصلی کا نام احمد بن علی تھا جو الحافظ، ثقہ اور محدث تھے ان کی وفات 307ھ میں ہوئی۔

(تذکرۃ الحفاظ: ج:2: ص:288)

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"ذکرہ ابن حبان فی الثقات"

(تہذیب التہذیب: ج:1: ص:200)

(۲) یحی بن ابی بکیر اسمہ نسر: امام احمد فرماتے ہیں وہ ایک دانا محدث تھے، امام ابن معین اور عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا امام ابوحاتم نے ان کو صدوق قرار دیا ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے

(تہذیب التہذیب: رقم الترجمہ: 302)

(۳)مســـــتلم بن سعید: امام احمد ان کو شیخ ثقہ اور امام ابن معین صویلح کہتے ہوئے اس کی توثیق کرتے ہیں، امام نسائی ان کو لاباس بہ کہتے ہیں اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب)

(۴)حجاج: یہ حجاج بن الاسود ہیں۔ امام احمد ان کو ثقہ اور رجل صالح فرماتے ہیں، امام ابو حاتم انہیں صالح الحدیث کہتے ہیں، ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار فرمایا ہے۔

(لسان المیزان: ج:1: ص:276: شاملہ)

(۵) ثابت البنانی: جلیل القدر تابعی اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔

(۶)حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔

(تسکین الصدور ملخصاً: ص:219تا220)

اب اس کی سند پر زبیر صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مســـــتلم بن سعید سے اس روایت کی کسی صحیح سند میں حجاج کے بعد ابن الاسود کی صراحت ثابت نہیں۔

(الحدیث ش:90: ص:9)

اور اس کے بعد امام ذہبی کی جرح کو معتبر قرار دیتے ہوئے حجاج کی وجہ سے روایت کو مردود اور مشکوک قرار دے دیا جب کہ امام ذہبیؒ سے خود حجاج بن الاسود کی ثقاہت ثابت ہے۔

(مستدرک حاکم رقم: 8566:)

کتاب الرقاق کی آخری حدیث میں حجاج بن الاسود موجود ہے جس کے حاشیہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ: "قال الذهبی الحجاج بن الاسود ثقة"۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ امام ذہبیؒ نے اپنی سابقہ جرح سے رجوع فرما لیا تھا جب ذہبی نے خود رجوع کر لیا تو وہ زبیر صاحب کی ہفوات سے بری الذمہ ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث کو خود ان کے بڑے علامہ ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے اور حجاج کو حجاج بن الاسود ہی قرار دیا ہے اور فرماتے ہیں:

"قلت: و هذا اسناد جید رجاله کلهم ثقات"

(السلسلة الاحادیث الصحیحه: ج:2: ص:189)

یہ جید سند ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اور حجاج کے حجاج بن الاسود مذکور نہ ہونے سے جو منکر حدیث نے فرار کی رہ اختیار کی تھی اور دھوکہ دینے کے لئے حجاج کو مجہول کہا' تو واضح ہو گیا کہ یہ حجاج مجہول نہیں بلکہ وہ معروف حجاج ہے جسے محدثین کرام نے ثقہ قرار دیا ہے، نیز آپ کے محقق ارشاد الحق اثری نے بھی اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

(مسند ابی یعلی:ج:3:ص:389)

اور اس حدیث سے مجتہدین نے انبیاء کرام کی حیاۃ فی القبر پر استدلال کیا ہے اور حدیث کا اصول یہ ہے کہ جیسے سر تاج المحدثین قاطع الملحدین فضیلۃ الشیخ العلامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے قواعد فی علوم الحدیث میں ذکر کیا ہے کہ:

"المجتهد اذا استدل بحديث كان تصحيحاً له"

(ص:57)

جب مجتہد کسی حدیث سے استدلال کرتا ہے تو یہ حدیث اس کے نزدیک صحیح ہوتی ہے۔ اب دیکھئے اگر دل کی آنکھیں ہیں تو.....۔

امام احمد بن حنبلؒ اپنی کتاب الاعتقاد:ص:303 میں اس حدیث کو ذکر فرماتے ہیں۔ اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ بھی مجموع الفتاویٰ:ج:2 :ص:69 پر تعلیقاً اس حدیث کو نقل کرتے ہیں۔

اسی طرح دیگر محدثین مثلاً ملا علی القاری اور امام بیہقیؒ وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اگرچہ یہ جلیل القدر محدثین حضرات اس حدیث کی تصحیح نہ بھی فرماتے تب بھی آپ جیسے متروک، متعصب، کذاب کی جرح سے اس حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ اور دوسرا اصول جس سے شاید زبیر صاحب جاہل ہیں کہ جو چیز تواتر سے ثابت ہو اس کے رجال سے بحث نہیں کی جاتی اور انبیاء کرام کی حیاۃ فی القبر کو متواتر قرار دیا گیا ہے۔

فقیہ محدث جناب ابو عبد اللہ محمد بن ابو الفیض مولانا جعفر الحسنی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”نظم المتناثر من الحدیث المتواتر“ میں امام سیوطیؒ کا قول نقل فرماتے ہیں:

قال السیوطی فی مرقات الصعود: تواترت بھا الاخبار، وقال فی انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء مانصہ حیاۃ النبی ﷺ فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علماً قطعیاً“

(ص:135)

امام سیوطیؒ مرقات الصعود میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کی حیات فی القبر کے متعلقہ احادیث متواتر ہیں اور تواتر کے بارے میں محدثین کا اصول ہے جس سے زبیر مماتی مفرور افغانی جاہل ہے یا متجاہل ہے۔ علامہ سیوطیؒ تواتر کے بارے میں فرماتے ہیں:

ولذلك یجب العمل بہ من غیر بحث عن رجالہ“۔

(تدریب الراوی: ج:1: ص:154)

کہ متواتر پر عمل کرنا واجب ہے اس کے رجال سے بحث کئے بغیر۔

اور قاضی محب اللہ بن عبد الشکور بہاریؒ فرماتے ہیں:

قالوا ان التواتر لیس من مباحث علم الاسناد .

(مسلم الثبوت: ج:2: ص:145)

مزید یہ کہ متکلم اسلام فقیہ النفس حضرت الاستاذ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ سند کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں کوئی ابہام ہو۔ تواتر تو بدیہی چیز ہے اس کی سند سے بحث کرنا سورج کو دِیا دکھانے کے مترادف ہے حضرت الاستاذ کی ایمان افروز وضاحت کے بعد زبیر صاحب کو اپنی ایمان سوز تحریر سے رجوع کر لینا چاہئے۔

آخر میں زبیر نے مسلم شریف کی وہ حدیث جو انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبر کے بارے میں صریح ہے اسے غلط سلط نقل کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ”ابو موسیٰ

رضی اللہ عنہ" بنادیا، چلو خیر ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ کمپوزنگ کی غلطی ہو گی یا جناب نے مضمون کسی اور سے لکھوا کر اپنے نام پر شائع کیا ہو گا۔

بہر حال جو بھی ہو آئندہ شمارے میں اس کی تصحیح فرمالیں کہ یہ ابو موسیٰ نہیں صرف حضرت موسیٰ ہیں اور انبیاء کے ساتھ "علیہ السلام" لکھتے ہیں اور صحابہ کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" لکھتے ہیں۔

مسلم شریف میں حدیث مبارکہ موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مررت علیٰ موسیٰ لیلۃ اسری بہ عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ

(مسلم شریف:ج:2:ص628)

اس حدیث کے بارے میں زبیر بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اس باب میں صرف صحیح مسلم کی وہ حدیث ثابت ہے جس میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ از زبیر) کو سرخ ٹیلوں کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

تو جناب! جب یہ حدیث ثابت ہوئی تو آپ کی کتاب تحقیقی مقالات ج:1:ص:91 پر غیر تحقیقی گفتگو کیا حیثیت رکھتی ہے؟

نیز آپ کا یہ کہنا "یہ خاص معجزہ ہے اور اس سے عام استدلال محل نظر ہے" تو یہ آپ کے منہ کی بات ہے جو آپ کی ذات کی طرح پش کشتر سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔

تلخ حقائق

مولانا محمد زبیر، کمالیہ

ملکہ وکٹوریہ کی غیر روحانی اولاد، گورنمنٹ ہند، لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سر چارلس ایچی سن، وائسرائے، گورنر جنرل لارڈ ڈفرن صاحب کی رجسٹرڈ شدہ جماعت بنام اہل حدیث کے بانیان اور ان کے پرانے بابے کھل کر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اپنی دلی دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔

ان کی مکروہ خنزیری تھوتھنی اور سانپ کے پھن جیسے قلم نے کائنات کی مقدس ترین ہستیوں (بعد الانبیاء علیہم السلام) پر جو زہر اگلا ہے الامان والحفیظ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو در کنار خود ذات بابرکات وجہ تخلیق کائنات جناب نبی کریم ﷺ کو بھی رعایت نہیں دی گئی۔

نبی اقدس ﷺ کی توہین:

بابائے اہل حدیث علامہ نواب وحید الزمان حیدر آبادی (متوفی 1338ھ) کا زہریلا قلم نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر یوں زہر پھینکتا ہے:

"انما اشار الیھم بقولہ منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک ولھذا ما ینبغی لنا ان نجحد نبوۃ الانبیاء الاٰخرین الذین لم یذکرھم اللہ سبحانہ وتعالیٰ فی کتابہ وعرف بالتواتر بین قوم ولو کفار انھم کانوا انبیاء صلحاء کرامچندر ولچھمن و کشن جی بین الھنود وزرتشت بین الفرس"۔ (ھدیۃ المھدی: ص:85)

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

"منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک"

(المومن:78)

اس آیت (ہم نے بعض انبیاء کرام کے حالات سے آپ کو آگاہ کر دیا اور بعضوں کے حالات بیان نہیں کئے) میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام کے حالات قرآن مجید میں بیان نہیں ہوئے ہم اپنی کوشش سے ان کو تلاش کریں، اگرچہ وہ انبیاء وصلحا کافر قوم میں ہی کیوں نہ ہوں جیسے رامچندر، لچھمن، کشن جی ہندوؤں میں، زرتشت اہل فارس میں۔

حضرات قارئین کرام! مذکورہ بالا عبارت ملکہ وکٹوریہ کی غلیظ ترین اولاد رجسٹرڈ شدہ اہل حدیثوں کے عقائد میں شامل ہے۔ چونکہ کتاب کے ٹائٹل صفحہ پر لکھا ہے: "الجزء الاول من استخراج مسائل از کتاب وسنت مشتمل بر عقائد اہل حدیث.... یعنی ہدیۃ المہدی کا پہلا حصہ کتاب وسنت سے تخریج شدہ مسائل پر مبنی ہے جو اہل حدیث کے عقائد پر مشتمل ہے۔ کسے معلوم نہیں آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور اس پر سو سے زیادہ آیات قرآنیہ اور بے شمار احادیث وآثار دلالت کرتے ہیں۔ اور علامہ وحید الزمان المدعو عبد الشیطان کتاب ہدیۃ المہدی 1325ھ میں لکھ رہا ہے تو کیا آپ ﷺ کی ختم نبوت 1325ھ میں آکر رک گئی؟ اور نبوت رامچندر، لچھمن، کش جی وغیرہ کی گود میں آگری؟ تف ہے تمہاری عقل پر!!!

حالانکہ قرآن کریم کی آیت "**منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك**" (المومن:78) کی تفسیر میں کسی مفسر نے بھی یہ بحث نہیں کی رامچندر، لچھمن، کش جی ہندوؤں میں اور اہل فارس میں زرتشت نبی گذرے ہیں۔ دوسرے مقام پر علامہ وحید الزمان ایک حدیث: "الامام منا لا يكون الا معصوماً"

کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے یوں زہر فشانی کرتا ہے (امام زین العابدین نے فرمایا) امام ہم اہل بیت میں سے معصوم ہوگا۔ (مجمع البحرین میں ہے کہ معصوم وہ ہے کہ جو حرام کاموں سے بچا رہے اور اللہ تعالیٰ کی رسی یعنی قرآن کو مضبوطی سے تھامے رہے۔

(لغات الحدیث: ج:3: ص:186: نعمانی کتب خانہ لاہور)

قارئین کرام ! اول تو یہ حدیث امام زین العابدین پر بہتان ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ شیعہ کے کفریہ عقائد میں سے ایک عقیدہ " عصمت " کا ہے کہ وہ اپنے امام کو معصوم بلکہ نبی سے بڑھ کر اس میں صفات مانتے ہیں۔ چنانچہ اسی کو ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی (متوفی 328ھ) اپنی کتاب الاصول من الکافی، کتاب الحجۃ: ج:1: ص:38: طبع ایران میں لکھتا ہے:

"انما الاوصیاء اعلاق من الانبیاء"

وصی یعنی امام صفات میں انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔

برادران اسلام اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ " عصمت " صرف اور صرف انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع ؒ معارف القرآن ج:1: ص:195: میں آیت کریمہ

"ولا تقربا هذه الشجرة فتكونا من الظالمين" .

(البقرہ:35)

کی تفسیر یوں فرماتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت تمام گناہوں سے عقلاً اور نقلاً ثابت ہے۔ ائمہ اربعہ اور جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے۔

تفسیر اور حدیث شریف میں موصوف کی علمی استعداد پر عقل کو بھی رشک آرہا ہے اور ان کے اس علمی استعداد پر مہر تصدیق ثبت فرمارہے ہیں موجودہ غیر مقلدین کے بزعم خویش محقق ومـــدقق جناب ارشاد الحق اثری....نہ نہ نہ ارشاد الباطل اکثری۔" تنقید الہدایہ" مولانا وحید الزمان خان کی تصنیف ہے۔ مولانا موصوف سے نظری وفکری اختلاف کی گنجائش تو ہے کہ وہ معصوم قطعاً نہیں تھے، مگر ان کے علم وفضل کا کون انکار کر سکتا ہے۔ (جناب اثری صاحب میں انکار کرتا ہوں، ازراقم) صحاح ستہ کے علاوہ موطا امام مالک کا پہلی بار ترجمہ انہیں کا

مرہون منت ہے۔(بحوالہ احادیث ہدایہ فنی و تحقیقی حیثیت از ارشاد الباطل اکثری وکلی فیصل آباد) دشمن انسانیت فاونڈیشن سے اپیل ہے کہ فیصل آباد کی ایک ایمبولینس بھیجیں اور رئیس ادارۃ العلوم الاثریہ و ارشاد الباطل اکثری وکلی دونوں کے دماغ کا علاج کرائیں اس پر بندہ کی طرف سے ارجنٹ شکریہ وصول فرمائیں

غیر مقلدین کا گرو گھنٹال مولوی محمد جونا گڑھی صاحب نے وحید الزمان کے اوپر سے بندر چھلانگ لگائی تو اندر کی غلاظت یوں سامنے آئی "سنئے جناب! بزرگوں کی مجتہدوں اور اماموں کی رائے قیاس اجتہاد واستنباط اور ان کے اقوال تو کہاں شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر خدا ﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرماویں تو وہ بھی حجت نہیں۔
(بحوالہ طریق محمدی: ص:40:ناشر ادارہ اشاعت قرآن وحدیث پاکستان)

جناب چونا، کلی (رنگ، روغن، ڈسٹمپر، پینٹ) صاحب اور ان کی موجود ذریت بے نور تقلید سے یوں بھاگتی ہے جیسے کوا غلیل سے، چوہا بلی سے اور رجسٹرڈ شدہ اہل حدث حنفی سے۔جناب چونا کلی صاحب نے طریق محمدی کتاب اتنی جلدی لکھی کہ "جھٹ منگنی پٹ ویاہ" بہر حال رد تقلید میں ناکام سی کوشش کرتے ہوتے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات پر اپنے کالے قلم سے چند اوراق سیاہ کئے۔

قارئین کرام! پہلی بات عرض ہے کہ آیت کریمہ:

"وما ینطق عن الھویٰان ھو الا وحی یوحیٰ".

(النجم:3-4)

کی تفسیر حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی 774ھ) فرماتے ہیں جس کا ترجمہ جناب مولوی محمد جونا گڑھی نے کیا ہے " آپ ﷺ کا کوئی قول کوئی فرمان اپنے نفس کی خواہش اور ذاتی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ جس چیز کی تبلیغ کا آپ ﷺ کو حکم الٰہی ہوتا ہے آپ اسے ہی زبان سے نکالتے ہیں"۔ (تفسیر ابن کثیر: ج:5: ص:150: مکتبہ اسلامیہ لاہور)

ایک حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

"عن عبداللہ بن عمر قال کنت اکتب کل شئی اسمعہ من رسول اللہ ﷺ ارید حفظہ فنھتنی قریش و قالوا اتکتب کل شئی تسمعہ و رسول اللہ ﷺ بشر یتکلم فی الغضب و الرضا فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک الی رسول اللہ ﷺ فاو ما باصبعہ الی فیہ فقال اکتب فو الذی نفسی بیدہ مایخرج منہ الا حق"۔

(ابوداود کتاب العلم، باب کتابۃ العلم: ج:2: ص:157)

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں جو بات آنحضرت ﷺ سے سنتا اسے یاد کرنے کی نیت سے لکھ لیتا قریش کے چند اصحاب نے مجھے منع کر دیا اور کہا کہ آپ ہر اس بات کو جو رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہو لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں کبھی غصہ میں اور کبھی خوشی میں کلام فرماتے ہیں اس وجہ سے میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہی بات ذکر کی تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے منہ مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا" لکھا کر" اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے اس منہ سے سوائے حق بات کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

تو پھر جناب چونا، کلی صاحب نے کیسے دریدہ قلمی سے لکھ مارا، کچھ تو پیغمبر ﷺ سے حیا کر لیتے، مشورہ ہے کہ جیسے غیر مقلدین نے اپنے لئے اہل حدیث کا نام رجسٹرڈ کروایا ہے۔ اسی طرح ملکہ وکٹوریہ کی نسل سے اپنے لئے کچھ " شرم وحیا" بھی رجسٹرڈ کروالیں ان شاء اللہ بہت فائدہ ہو گا۔اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ﷺ بغیر وحی کے کچھ ارشاد نہیں فرماتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب موصوف کی روح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن مع تفسیر سے تقلید پر صرف ایک دلیل ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم "

(النساء:59).

سیدنا ابن عباسؓ اس کی تفسیر فرماتے ہیں:

"عن ابن عباس فی قول اللہ تعالیٰ اطیعو اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم یعنی اھل الفقہ و الدین و اھل طاعۃ اللہ الذین یعلمون الناس معانی دینیھم یامرونھم بالمعروف ینھونھم عن المنکر فاوجب اللہ طاعتھم"

(مستدرك علیٰ الصحیحین ج:1:ص:328)

اولی الامر سے مراد اہل فقہ و دین ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں دین کے معانی لوگوں کو سمجھاتے ہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔ مذکورہ وضاحت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے کوئی کلام نہیں فرماتے اور ائمہ دین کی تقلید ضروری ہے۔ آل وکٹوریہ سے وضاحت طلب امر یہ ہے کہ جناب محمد جونا گڑھی نے طریق محمدی کتاب لکھ کر شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی تو نہیں کی....؟ اور کہیں امت احمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے طریقہ باطلہ پر چلنے کی دعوت تو نہیں دی....؟ کتاب اور اپنے نام سے تو ایسے ہی لگ رہا ہے اگر در حقیقت ایسا ہی ہے تو پھر توبہ واستغفار.... اگر قسمت میں ہو....۔

معجزات سے انکار:

غیر مقلدین کا ایک اور علمی بوجھ بجھکڑ حافظ عنایت اللہ اثری، وزیر آبادی، گجراتی، انکاری (معجزات کا) لکھتا ہے کہ اشارہ سے شق القمر واقع نہیں ہوا بلکہ اس کی طرف توجہ دلائی گئی تھی جیسا کہ اشارہ سے مقصود ہوتا ہے۔ پھر اثری صاحب نے شق القمر کے تیرہ (13) مطالب باطلہ وفاسدہ بیان کر کے اس پر 136 صفحات کی کتاب ہی لکھ ماری۔ اس کتاب میں اثری صاحب نے کیا گل کھلائیں ہیں بطور نمونہ چند ایک یہ ہیں:

۱: جوں جوں قیامت قریب آتی جا رہی ہے جوں جوں چاند میں شگاف ہوتے جا رہے ہیں۔

۲: وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ اسلام قرآن اور نبوت محمدیہ کا راستہ صاف ہو کر رہے گا۔

۳: یہ واقعہ خواب نبوی پر محمول ہے جیسے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیان فرمایا کہ میں نے اس طرح چاند کو دیکھا ہے پھر وہ واقعہ قرآن مجید میں درج ہوا۔

(بحوالہ انفقاق البصر فی انشقاق القمر: ص: ۲ تا آخر)

اس علمی بوجھ بجھکڑ نے معجزہ شق القمر کے رد میں **انفقاق البصر فی انشققاق القمر** اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزات (لاٹھی کا سانپ بننا اور ہاتھ کا بغل سے نکل کر سورج سے زیادہ روشن ہونا) کے انکار میں 114 صفحات پر مشتمل کتاب " **العصا الحیة و الید البیضاء فی المملکة السویه و الملة البضا** " لکھ دی جس میں لکھا لاٹھی سے مراد حکومت اسلامیہ اور ید بیضا سے مراد ملت اسلامیہ ہے اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بغیر باپ کی ولادت کا انکار کرتے ہوئے 256 صفحات کی کتاب "**قضاء الرسول فی نکاح مریم العذراء الحصینة البتول**" لکھی جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مریم علیہ السلام کا نکاح ہوا تھا جس کے نتیجہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

ایک اور علمی کارنامہ انجام دیتے ہوئے "**تفسیر الغبس عن تفسیر سورة عبس**" میں لکھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ترش رو نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ کوئی اور تھا۔

اب معجزہ شق القمر کی طرف آتے ہیں آیت مبارکہ: "**اقتربت الساعة و انشق القمر**"

(القمر: 1)

کے تحت علامہ علاوالدین علی بن محمد بن ابراہیم (م 725ھ) فرماتے ہیں:

"**انشقاق القمر من آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الظاهرة و معجزاته الباهرة**"

(تفسیر خازن: ج:4: ص:217)

شق قمر کا معجزہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت کی واضح نشانیوں میں سے ہے اور روشن معجزہ ہے اسی آیت کے تحت امام المفسرین حافظ علاوالدین اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی 774ھ)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار

رپورٹ؛مولانا محمد کلیم اللہ

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ لاہور ڈویژن کے زیر اہتمام مورخہ 11 دسمبر کو لاہور کے ایک مقامی ہوٹل میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سیمنیار کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک بھر کی عظیم علمی مذہبی اور روحانی شخصیات نے شرکت کی۔

چونکہ یہ سیمینار ولی کامل خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کی یاد میں تھا اس لیے بطور خاص حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے اور اجل خلفاء بھی رونق افروز تھے۔ قابل ذکر مندوبین کے نام یہ ہیں۔

علامہ خالد محمود، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس گھمن، صاحبزادہ رشید احمد، مولانا فضل الرحیم اشرفی، مولانا محب اللہ آف لورالائی، مولانا عبد الغفور آف ٹیکسلا ، مولانا محمد طیب حنفی، مولانا محب النبی، مولانا عبد الشکور حقانی، مولانا عابد جمشید، سید سلمان گیلانی، مولانا مقصود احمد حنفی، مولانا امجد سعید، مولانا مجیب الرحمن انقلابی، مولانا عزیز الرحمان ثانی، مولانا عبد العزیز۔ وغیرہ

کارروائی تلاوت کلام مجید سے شروع ہوئی بعد ازاں مندوبین خاص اپنے وقت مقرر کے مطابق امام اعظم ابو حنیفہ کی ہمہ جہت شخصیت کے مختلف پہلوئوں پر اظہار خیال فرماتے رہے۔ سیمینار کے آرگنائزر مولانا عبد الشکور حقانی نے نقابت کے فرائض انجام دیے۔

معروف مذہبی شخصیت مولانا زاہد الراشدی نے مولانا محمد الیاس گھمن اور ان کی جماعت کی خدمات کو سہراتے ہوئے کہا۔

بحیثیت تاریخ کا طالب علم ہونے کے ایک سوال کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کو چیف جسٹس کا عہدہ سونپنے پر مجبور کیا گیا امام موصوف نے نہ صرف اس

سے انکار کر دیا بلکہ جیل جانا گوارہ کر لیا اور وہیں سے آپ کا جنازہ نکلا جبکہ دوسری طرف امام موصوف کے شاگرد خاص امام ابو یوسف نے قاضی القضاۃ کے عہدے کو قبول کر لیا۔ آخر کیوں؟

اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کا اڑھائی سالہ دور حکومت دیکھا اس کے بعد جب یزید بن عبد الملک تخت نشین آرا ہوا تو اس نے کہا عمر بن عبد العزیز فریب خوردہ شخص تھا اپنے عمال کو حکم جاری کیا کہ آج سے جیسے تین سالہ پہلے کی حالت تھی دوبارہ وہی حالات پیدا کیے جائیں چنانچہ ایسا ہوا بھی لوگ دوبارہ اسی ابتری کا شکار ہو گئے۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو دو بنیادی کاموں کی طرف متوجہ ہو گئے جس سے اسلامی ریاست قائم کی جا سکتی تھی وہ دو بنیادی کام قانون سازی اور افراد سازی کے تھے۔ شریعت کو قانون کی شکل دینے کے لیے پرائیویٹ سطح پر ایک ادارہ قائم کیا جس میں مختلف الانواع علوم وفنون کے ماہرین بٹھائے اور باہمی مباحثے کرائے محتاط اندازے کے مطابق تقریباً 80 ہزار دفعات پر مشتمل عملی قوانین مرتب فرمائے، اسی طرح قانون سازی بھی کی گویا فقہ اسلامی کے پہلے مدون امام اعظم ابو حنیفہ ہیں۔

لیکن آپ جانتے ہیں کہ پہلا اسلامی دستور کس نے مرتب کیا؟ وہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف ہیں جنہوں نے ہارون الرشید کی درخواست پر دستور اسلامی مرتب کیا، اس کے بعد کام تھا افراد سازی امام ابو حنیفہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں اپنے تلامذہ کو جمع فرمایا اور کہا کہ میں نے تم کو تیار کر دیا ہے اب تم میں سے 40 تو ایسے ہیں جو قاضی بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور 10 ایسے ہیں جو قاضی بنانے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اب تم اٹھو اور سارے عالم میں انصاف وعدل کی بہاریں چلا دو۔ چونکہ قانون سازی اور افراد سازی کے لیے محکمہ قضا

سے دور رہنا حکمت و دانش کا تقاضا بھی تھا اور مجبوری بھی تھی اس لیے خود علمی کام میں مصروف رہے اور امام ابو یوسف کو چونکہ تیار کر لیا تھا اس لیے وہ چیف جسٹس بن گئے۔

مولانا زاہد الراشدی نے مزید کہا؛ اگر آج امام ابو حنیفہ آجائیں تو وہ تمام دینی و سیاسی تحریکات کی اصلاح اور سرپرستی کریں گے اور معاشرے سے کرپشن کو بالکل ختم کر دیں گے علمی دنیا میں اجتماعی شورائی کمیٹی تشکیل دیں گے۔

سفیر احناف متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے تمام حضرات مندوبین اور شرکاء سیمینار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہمارے بارے میں یہ غلط مشہور کیا جارہا ہے ہم اللہ اور اس کے رسول کے ذکر کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہیں انہوں نے سختی سے اس کا رد کیا کہ واللہ بخدا ایسی بات بالکل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے **اطیعـو االلہ و اطیعـوا الرسول و اولی الامـر مـنکم** اللہ کی اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں ان کی اطاعت کرو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو فقہاء کے حوالے کیا معجم کبیر طبرانی میں موجود ہے حضرت علی نے سوال کیا یارسول اللہ اگر کوئی مسئلہ پیش آجائے جس بارے میں نہ تو کرنے کا حکم ہو اور نا ہی چھوڑنے کا ذکر ہو تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **تشاورون الفقهاء** تم فقہاء سے مشاورت کرو۔

اس لحاظ سے تدوین فقہ کا سہرا چونکہ امام ابو حنیفہ کے سر پر تھا وہ سید الفقہاء ہیں روضہ رسول کے سامنے جو ستون ہیں ان پر امام ابو حنیفہ کا نام کندہ ہے ہم وطن عزیز پاکستان بلکہ پوری دنیا میں امام ابو حنیفہ کی تعلیمات کا پرچم لہرا رہے ہیں اور کثیر تعداد میں لوگ روز بروز اس کے سائے تلے جمع ہو رہے ہیں امام ابو حنیفہ وہ عظیم المرتب شخصیت ہیں جن کو معاصرین فقہاء اور بعد میں آنے والے جلیل القدر محدثین اور فقہاء نے خراج عقیدت پیش کیا ہے؟

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہو اگر وہ اس لکڑی کے ستون کو سونا کا ثابت کرنا چاہے تو دلائل کی قوت سے اسے ثابت کر سکتا ہے اور وہ امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان موجود ہے کہ اگر کوئی شخص دین کی تفقہ حاصل کرنا چاہے وہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اورآپ کے اصحاب سے حاصل کرے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے عیال ہیں۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں علم وروع اور تقوی کے جس مقام پر ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے وہاں دنیا کا کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا۔

انہوں نے کہا کہ علم کی دنیا میں ہم نے امام ابو حنیفہ کے دلائل کو ترجیح کے ساتھ مانا ہے اور ان کا دفاع کرنا بھی ہمارا جانتے ہیں۔جماعتی پالیسی کے لحاظ سے انہوں نے کہا کہ ہمارا علمی اور فکری لٹریچر مارکیٹ میں موجود ہے۔ اس موقع پر انہوں نے یاد دلایا کہ بعض مشائخ خصوصا مولانا مکی حجازی نے مجھے فرمایا کہ نماز کے موضوع پر ایک ایسی کتاب لکھی جائے جس میں شروع تا آخر احادیث سے دلائل احناف کو جمع کر دیا جائے چنانچہ "نماز اہل السنت والجماعت" کے نام سے ہم نے ایک کتاب شائع کر دی ہے۔ ہم سال نو جنوری 2012سے ماہنامہ "الفقیہ "کا اجراء کر رہے ہیں۔

عالم اسلام کی عظیم علمی شخصیت ڈاکٹر علامہ خالد محمود،پی ایچ ڈی آف لندن نے اپنی گفتگو کا آغاز ان الفاظ سے کیا۔میں مولانا محمد الیاس گھمن کی تقریر کی وجہ سے کھڑا ہو کر بیان کر رہا ہوں کیونکہ تاریخ لکھنے والا یہ نہ لکھ دے کہ

ناداں جھک گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یورپ اور باہر کی دنیا میں جب ہم اسلام کی نمائندگی کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو لوگ ہم سے عموما یہ پوچھتے ہیں قرآن کی ساڑھے چھ ہزار کے قریب آیات اور حذف مکررات کے ساتھ تقریبا دس ہزار احادیث تو محدود ہیں اور زمانے کے مسائل لامحدود ہیں تو اسلام عالمگیر مذہب کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی دو حیثیتیں ہیں منصوصہ اور غیر منصوصہ اللہ تعالی نے فقہاء کو یہ مہارت دی ہے کہ وہ غیر منصوصہ سے مسائل واحکام کا استنباط کر لیتے

ہیں گویا یہ علوم کی کنجیاں ہیں جہاں سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسائل کا حل نکل آتا ہے اسی کا نام فقہ اور اجتہاد ہے لیکن باقی ائمہ کرام کی رائج فقہوں میں اور امام ابو حنیفہ کی مدون شدہ فقہ میں ایک بنیادی فرق ہے باقی ائمہ کی فقہ فی المسائل ہے اور امام ابو حنیفہ کی فقہ فی الایمان وفقہ فی المسائل دونوں ہیں امام ابو حنیفہ نے اپنے دور کے گمراہ فرقوں کے ساتھ مباحثے اور مناظرے کیے پہلے فقہ اکبر ہے یعنی فقہ فی الایمان پھر فقہ اصغر ہے یعنی فقہ فی المسائل امام ابو حنیفہ کی محنت کا دائرہ کار ایمانیات، عبادات، معاملات اور معاشرت وتجارت وغیرہ پر محیط ہے۔

مولانا فضل الرحیم اشرفی دامت برکاتہم نے تمام علماء کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ مولانا محمد الیاس گھمن اوران کی جماعت اتحاد اہل السنت والجماعت نے جس طرز پر فقہی اور فکری شعور بیدار کرنے کی تحریک چلائی ہے یقیناً قابل تحسین ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے اسلاف پر اعتماد کرکے آگے بڑھنا ہوگا اسلاف کو برا بھلا کہنا یقیناً ایمان سے محرومی کا باعث ہے

قاری محمد طیب حنفی نے کہا: امام اعظم کی تعلیمات کو معاشرہ میں عام کیا جائے اس سے جہاں جہالت کا خاتمہ ہوگا وہاں پر دینی شعور بھی بیدار ہوگا۔"امام اعظم"کا مطلب یہ ہے کہ باقی ائمہ فقہاء مثلا امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل امام سفیان ثوری وغیرہ جیسے ائمہ کی صف میں امام ابو حنیفہ "امام اعظم" ہیں انہوں نے بڑی سختی سے اس کی تردید کی کہ امام اعظم کو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا امام مانتے ہیں [العیاذ باللہ]

شاعر اسلام سید سلمان گیلانی بھی اس سیمینار میں مدعو تھے انہوں نے اپنے منظوم کلام سے امام اعظم کی بارگاہ عالیہ میں خراج عقیدت پیش کیا اس طرح مولانا مقصود احمد حنفی نے بھی اپنا تازہ کلام بجناب امام ابو حنیفہ پیش کیا۔

احناف میڈیا سروس کے ڈائریکٹر مولانا عابد جمشید رانا نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انٹرنیٹ کے نقصانات دو طرح کے ہیں فحاشی وعریانی کا فروغ اور عقائد واعمال کا بگاڑ۔ نام نہاد اسکالرز جنہوں نے اپنے آپ پر مذہب کا لیبل چسپاں کیا ہوا ہے آئے دن عقائد ونظریات اور

اسلام کے احکامات ونواہی پر عقل نارسا کی وجہ سے اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ اکابر کی سرپرستی میں ہم اس میدان میں بھی مورچہ زن بیٹھے ہیں۔ عنقریب ہم ایک ٹی وی چینل لانچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس کے لیے ہم نے پیپر ورک مکمل کر لیا ہے اسٹوڈیو کی تعمیر کا کام بھی شروع ہے علاوہ ازیں ہماری چار ویب سائٹس بیک وقت کام کر رہی ہیں۔

سیمینار شروع سے آخر تک پر رونق رہا ہال کچھا کھچ شرکاء سے بھرا ہوا تھا۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ جماعت کی طرف سے ایک فارم دیا گیا کہ وہ اپنے تاثرات اس پر لکھیں تقریبا تمام لوگوں نے اس اقدام کو خوب سراہا اور عزم کیا کہ اس طرح کے پروگرام ہر ضلع میں کیے جائیں۔ اللہ تعالی ہمیں امام ابو حنیفہ کا جانشین بنائے اور ان کی فکر، تفقہ، ورع اور خشیت الہی سے وافر حصہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

کمال اجتہاد

مولانا عظیم گل محمدی

متخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودہا

امام ابو حنیفہؒ سے ایک عالم نے پوچھا کہ آپ کبھی اپنے اجتہاد پر پشیمان ہوئے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں ایک دفعہ جب لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ایک حاملہ عورت مر گئی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے۔ کیا کیا جائے؟ تو میں ان کو کہا کہ عورت کا شکم چاک کر کے بچہ نکال لو۔ پھر میں نے افسوس کیا کہ میں نے مردہ کو ایسی تکلیف دینے کا کیوں حکم دیا؟ اور میں نہیں جانتا کہ وہ بچہ زندہ باہر نکلا یا مردہ؟ تو اس پر سوال پوچھنے والے عالم نے کہا کہ اے امام! یہ افسوس کی بات نہیں ہے، بلکہ فضلِ خدا آپ کے شامل حال ہے کہ وہ بچہ میں ہی ہوں اور آپ کے اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہنچا ہوں۔

(حدائق حنفیہ ص ۷۰)

نہ رادھاناچے گی

مولانا محمد رضوان عزیز

بعض لوگوں کو عقل کل ہونے کی غلط فہمی ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی موسمی نزلہ وزکام کی طرح انہیں اجتہاد و تحقیق کا مرض بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اجتہاد اللہ کی ایک نعمت ہے لیکن ان کے لئے جن میں صلاحیت اجتہاد بھی ہو اور اہل حق کے بغض سے ان کے سینے دہکتی ہوئی بھٹی نہ بن چکے ہوں، جیسے ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک آدمی مسجد میں بیٹھا خدا سے گھوڑا مانگ رہا تھا کہ اچانک مسجد کے باہر ایک پولیس والے کی گھوڑی نے بچہ جن دیا اس پولیس والے نے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی خادم مل جائے جو اس بچے کو اٹھا کر میرے گھر تک پہنچا دے جب اس کی نظر اس شخص پر پڑی تو اس نے اسے حکم دیا کہ بچہ اپنے سر پر اٹھا کر میرے ساتھ گھر چلو وہ "مرتا کیا نہ کرتا" کے مصداق بچہ اٹھا کر چل پڑا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی کم عقلی کے باعث خدا کو کوسنے جا رہا تھا کہ معاذاللہ میری دعا سنی تو ہے مگر سمجھی نہیں کہ میں نے گھوڑا نیچے کے لئے مانگا تھا آپ نے اوپر چڑھا دیا۔ گھوڑے کو میری سواری بنانے کی بجائے مجھے گھوڑے کی سواری بنا دیا۔ یہی حال مسلک اہل حدیث کے زبیر مالہ زبر افغان بھگوڑے کا ہے جس نے تحقیق کا گھوڑا خریدا تو نیچے کے لئے تھا مگر غلطی سے........ اگلی بات تو آپ سمجھ ہی گئے ہونگے۔

اب اس بیچارے کی علمی کسمپسری اور دماغی بودے پن کو ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے خود ساختہ اصولوں کی روشنی میں ائمہ اسلاف کے خلاف بکنے کو خدمت حدیث سمجھتا ہے اور امت کی رہنمائی ایسے طریقے پر کرتا ہے کہ اس سے دینی رہنمائی لینے والا دین و ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور بقول غالب:

نہ لٹتا اگر دن کو تو راتوں کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

جناب زبیر علی زئی مماتی افغان بھگوڑے سے عبد المتین ماڈل ٹاون لاہور نے ایک سوال پوچھا کہ اگر اسلامی مملکت کے قیام کے لئے کوئی جماعت بنتی ہے اور اس کے امیر کے ہاتھ پر تمام ممبران جماعت بیعت (بیعت ارشاد) کرتے ہیں تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہو گی؟ جائز یا بدعت وغیرہ۔ اس سوال کے جواب میں زبیر علی زئی صاحب اپنی تمام جہالتوں اور حماقتوں کا کھل کر اظہار کرتے ہوئے ایسا عجیب و غریب جواب دیتے ہیں کہ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے۔ پہلے جناب خود ساختہ محقق دوراں اور بقول ندیم ظہیر علم و فضل کے ساتھ فکر و نظر کی اصابت، استنباط مسائل کی قوت، اور ملکہ اجتہاد سے وافر حصہ پانے والے زبیر مماتی مفرور افغانی کا جواب پڑھئے اور زیر لب مسکرائیے کہ جناب کو ملکہ اجتہاد حاصل ہے یا ملکہ فساد؟

الجواب: اسلامی مملکت کے قیام کے لئے ذاتی، انفرادی اور جماعت سازی کے بغیر اجتماعی کوشش جاری رکھنی چاہیئے اور سب سے پہلے اپنی اور اپنے متعلقین کی کتاب و سنت کے مطابق اصلاح کرنی چاہیئے۔ موجودہ تمام جماعتیں (لشکر طیبہ جماعت الدعوۃ جمعیت اہل حدیث، اہل حدیث یوتھ فورس وغیرہ از راقم) باطل ہیں اور ولا تفرقوا. (آل عمران:103)

"اور فرقے فرقے نہ بنو" کے قرآنی حکم کے سراسر خلاف ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ پارٹیاں پارٹیاں فرقے فرقے اور گروہ گروہ نہ بنو جب کہ جماعت پرست لوگ عملاً یہ کہتے ہیں کہ پارٹیاں بناؤ اور گروہ در گروہ میں بٹ جاو۔

(توضیح الاحکام ص 175)

اب ذرا مذکورہ بات پر تبصرہ ہو جائے پھر بقایا فتویٰ بھی دیکھیں گے کہ یہ فضیلۃ الشیخ علامہ لال بجھکڑ صاحب فتاویٰ علمیہ میں کیا کیا علمی گل کھلاتے ہیں۔

اپنے فتوی کی پہلی سطر جناب کی اپنی ذات کی طرح مجموعہ اضداد ہے۔ جناب علمی و تحقیقی فکر و نظر کی اصابت استنباط مسائل کی قوت سے گوہر افشانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اسلامی مملکت کے قیام کے لئے ذاتی انفرادی اور جماعت سازی کے بغیر اجتماعی کوشش کرنی چاہئے۔اب سوال یہ ہے کہ جناب نے ذاتی اور انفرادی کوشش سے بھی روک دیا اور قیام مملکت کے لئے جماعت سازی سے بھی منع فرمادیا پھر اجتماعی کوشش کیسے ہوگی ؟اجتماعی کوشش تو جماعت سے ہوگی اور جماعت سازی کرنی نہیں۔جناب یہ کیسی احمقانہ گفتگو فرمارہے ہیں۔حالت سکر میں لکھی ہوئی اپنی تحریرات کو کبھی عالم ہوش میں بھی ملاحظہ فرمالیا کرو کہ فتاوی علمی وتوضیح الاحکام کے نام پر کیا "چولیں" ماری ہیں۔

جناب مزید رقم طراز ہیں" اور سب سے پہلے اپنی اور اپنے متعلقین کی کتاب وسنت کے مطابق اصلاح کرنی چاہئے "جناب زنبور صاحب !اگر آپ اس وقت حالت نیند میں نہیں ہیں تو بتا سکتے ہیں کہ جب کسی شخص کے کوئی متعلقین ہونگے تو کہیں یہ جماعت سازی تو نہیں ہوجائے گی اور متعلقین والی بات تو وہاں ہوتی ہے جہاں ایک ماہر شریعت ہو دوسرے اس سے رہنمائی لینے والے ہوں ایک امام ہو اور دوسرے اس کے مقتدی ہوں مگر آپ کا تعلق تو تیسری جنس سے ہے جو نہ تو امام مجتہد ہوتے ہیں اور نہ مقلد بلکہ تیسری جنس غیر مقلد ہوتے ہیں۔آپ کا ہر آدمی خود تحقیقی کے مرض میں مبتلاء ہے وہ کسی کے متعلق کیسے ہوسکتا ہے؟اگر جناب بُرا نہ مانیں تو کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ اپنے وطن سے بھاگے ہوئے، کم وبیش 30 سال کیمونسٹ رہنے والے، 1980 میں پاکستان واپس آکر خمینی انقلاب کے بندہ بے دام بن کر پرچار کرنے والے سابقہ کلین شیو مضمون نگار اور محب اللہ شاہ غیر راشدی سے اعزازی اجازتِ حدیث کی سند جو کہ بقول آپ کے شیخ الکل فی الکل "چپڑاسی" سند ہے حاصل کرنے والے کی متعلق ہونا بہتر ہے۔

اپنی قرآن وسنت کے مطابق اصلاح کرنے کے لئے یا امیر المومنین فی الحدیث والفقہ امام الفقہاء سر تاج الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً کاملۃً وافرۃً فی الدنیا والآخرۃ کی متعلق ہونا باعث خیر وبرکت ہے آپ وضاحت فرمادیں کہ اگر متعلقہ ہونا

ہی ضروری ہے تو ہم آج کل کے موسمی حشرات الارض کی طرح فتنوں کی کوکھ سے جنم لینے والے غیر مقلدوں کے متعلق ہونے کی بجائے اپنے اسلاف کے متعلق ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔فللہ الحمد

جناب نے تیسری علمی بات یہ ارشاد فرمائی کہ" موجودہ تمام جماعتیں باطل ہیں"

اگر جناب کی مراد اس سے مسلک اہل حدیث سے وابستہ جماعتیں ہیں تو ہم جناب کو داد دیتے ہیں کہ آپ نے اپنی سابقہ روایات کے برعکس زندگی میں پہلی مرتبہ سچ بولا ہے۔اور ہم اس سچ میں جناب سے 100 فیصد کی بجائے 110 فیصد متفق ہیں کیونکہ اصول ہے"صاحب البیت ادری بمافیہ"گھر والے کو اپنے گھر کے بارے میں زیادہ معلومات ہوتی ہیں اب لمحہ فکریہ ان اہل حدیث حضرات کے لئے ہے جو جماعت الدعوۃ یا جمعیت اہل حدیث جیسی باطل جماعتوں سے منسلک ہیں۔انہیں چاہئے کہ جس طرح زبیر کے ماہواری رسالے کو لیکر صبح وشام اہل حق پر اعتراضات کرتے رہتے ہو اب اسی زبیر کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے مسلک اہل حدیث سے وابستہ تمام جماعتوں سے الگ ہو جاو۔اس لئے کہ جناب نے فرمایا ہے کہ تمام جماعتیں باطل ہیں۔اور اگر آپ کی مراد اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی جماعتیں ہیں تو آپ کی بات کی کوئی وقعت نہیں، کیونکہ آپ اہل حق کے مخالف ہیں اور آپ کا اپنا اصول ہے کہ "مخالف کی بے حوالہ سنی سنائی جرح مردود ہوتی ہے"۔

(الحدیث شمارہ 90ص 24)

لہذا آپ کی ہر بات مردود ہوگی۔یہاں ایک بات بطور جملہ معترضہ کے عرض کرتا چلوں کہ جناب حافظ سعید صاحب اور امیر حمزہ صاحب کی بنائی ہوئی فلاح......فاونڈیشن کی ناکامی اس تحریر سے عیاں ہے آپ لوگ پوری دنیا سے فنڈ اکٹھا کرتے ہو کہ ہم مریضوں کا فری علاج معالجہ کرتے ہیں۔لیکن مسلک اہل حدیث کے دماغی مریض زبیر کا آپ ابھی تک علاج نہیں کرواسکے۔آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

جناب مزید اپنی علمیت کی دھول اڑاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”جب تک روئے زمین کے تمام صحیح العقیدہ لوگ مل کر ایک ہی جماعت اور ایک ہی خلیفہ کے تحت نہ ہو جائیں ان تمام پارٹیوں میں شمولیت جائز نہیں ہے“۔ (فتاوی علمیہ توضیح الاحکام ص 175)

اسے کہتے ہیں ”نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی“ مسلک اہل حدیث تو ایک خلیفہ اور جماعت کے خواب دیکھنا بھی چھوڑ دے کیونکہ اہل حدیثوں کو کسی ایک خلیفہ کے تحت جمع کرنا زندہ مینڈکوں کو ترازو میں تولنے والی بات ہو گی اگر ایک کو ترازو میں رکھو گے تو دوسرا چھلانگ لگا کر باہر نکل جائے گا۔ جیسے مثال کے طور پر جناب حافظ سعید صاحب یا امیر حمزہ کو مسلک اہل حدیث والے خلیفہ چن لیں تو طالب الرحمن کی ”بارود“ نامی کتاب پڑھنے والے اور طالب الرحمن صاحب بمعہ احباب کے نکل جائیں گے اور اگر جمعیت اہل حدیث کو چنو گے تو جماعۃ الدعوۃ قطعاً یہ برداشت نہیں کرے گی جیسے آپ کو خود معلوم ہے اور اگر جناب زبیر علی زئی خود اپنی خلافت کا اعلان کر دیں تو بس چھوڑیئے آگے........ہنسی آرہی ہے۔

جناب زبیر صاحب اپنے خفیہ کرم فرماوں کی خواہشات کی تکمیل کے لئے امت مسلمہ میں افتراق وانتشار کا بیج بونے کے منصوبے پر کاربند ہیں اپنے اس جال کو مزید پھیلاتے ہوئے فتاوی علمیہ میں لکھتے ہیں ”بیعت صرف اسی خلیفہ کی کرنی چاہئے جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو“۔ (فتاوی علمیہ المعروف توضیح الاحکام ص 175)

اور اب صاف ظاہر ہے کہ تمام مسلمان کسی ایک شخص پر اس طرح متحد ہو جائیں کہ اس کا ایک بھی مخالف نہ رہے یہ تو تقریباً ناممکنات میں سے ہے لہذا اب امت کو ساری کوشش اور جدوجہد ترک کر کے گھر بیٹھ جانا چاہئے۔ شاید جناب بھی اسی اپنی تحقیق کی وجہ سے اپنے وطن سے بھاگ آئے ہیں کہ جب پوری قوم عالمی استعمار کے سامنے سینہ سپر ہے جناب کے آباواجداد نے وہ گھر ہی چھوڑ دیا یہاں اللہ کے دین کے لئے قربانی دینے کی ضرورت پیش آتی۔ اب پتہ چلا ہے حضرو سے بھی مفرور ہے۔ بہر حال یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے جو ہمارا موضوع

بحث نہیں۔ ہم تو صرف رونا رو رہے ہیں کہ جناب امت کو متحد نہیں دیکھ سکتے۔ اگر مسلمان اکٹھے ہو جائیں اور کوئی جماعت بنا کر دین کا کام کرنا چاہیں تو وہ بھی ناجائز۔ انفرادی کریں تب بھی ناجائز۔ جناب نے مسلمانوں کے اتحاد اور وحدت ملّی کو پارہ پارہ کرنے کی کیسی گھٹیا حرکت کی ہے کہ ”جماعت سازی اجتماعیت ااور کسی خلیفہ پر جس پر امت مسلمہ کی اکثریت مطمئن ہو جائے“ کے خلاف ایسا فتویٰ دیا کہ اس فتوے کو سامنے رکھ کر اتحاد کی کوئی صورت قریب قریب نظر نہیں آتی، نہ کوئی ایسا خلیفہ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو بس مقصدِ زبیر پورا ہو گیا کہ نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی۔

ذہانت کی انتہاء

مولانا محمد اشفاق ندیم

ایک دفعہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اپنی درسگاہ میں درس دے رہے تھے کہ ایک بدو آیا اور کہنے لگا: ”بواو ام بواوین؟“ امام صاحبؒ نے فرمایا: ”بواوین“ بدو نے کہا: ”بارك الله فيك كما في لا ولا“ اور خوش ہو کر چلا گیا۔ اہل مجلس نے امام صاحبؒ سے کہا: حضرت آپ دونوں کی گفتگو سمجھ میں نہیں آئی۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: ”بدو یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ نماز میں کون سا تشہد پڑھوں، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ والا تشہد جس میں دو ”واؤ“ آتی ہیں یا حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ والا تشہد جس میں ایک ”واؤ“ آتی ہے؟“ تو میں نے کہا: ”بواوین“ یعنی دو ”واؤ“ والا تشہد زیادہ بہتر اور مستند ہے“ اس جواب پر بدو نے خوش ہو کر کہا: ”بارك الله فيك كما في لا ولا“ اس میں بدو نے سورہ نور کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ” يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ“ (سورۃ نور:۳۵) ترجمہ: جس طرح زیتون کے درخت کا مبارک تیل چراغ میں جلتا ہے تو چراغ کی روشنی ہر طرف پھیلتی ہے نہ اس کے لئے مشرق ہے نہ مغرب، اور مجھے یہ دعا دی کہ ابو حنیفہؒ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی برکت دے کہ آپ کے علم کا فیض مشرق و مغرب دونوں میں پھیلے۔ (درنایاب)

تبصرہ کتب

نام کتاب: نماز اهل السنة والجماعة

تالیف: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

صفحات: 192

قیمت: 150روپے

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ بہت کم عرصے میں اتنے محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے۔ میدان خطابت ہو یا صحافت، تصنیف و تالیف ہو یا وعظ و نصیحت ہر میدان میں مولانا نے اپنا ایک خاص مقام پایا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ”نماز اہل السنۃ و الجماعۃ“ حضرت کے ہاتھوں سے تصنیف ہو کر منصـــــہ شہود پر جلوہ افروز ہونے والی وہ واحد کتاب ہے جس نے علمی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ بڑے مثبت انداز سے عابدین کی قرآن و سنت کے مطابق رہنمائی ہے۔ البتہ ناقدین سے کچھ غرض نہیں رکھی گئی کہ اصحاب تنقید نے کرنا ہی ہے، کیونکہ عملی زندگی سے ان کا کوئی سروکار نہیں ہوتا یہ کتاب توشہ ہے ان اصحاب بصیرت کے لئے جو اپنی نماز سنت کے مطابق ادا کرنا چاہتے ہیں اور انمول ہتھیار ہے ان اصحابِ دعوت کے لئے جو اپنی عبادت کو خناس و شیطان کے شبہات سے بچانا چاہتے ہیں۔

یہ کتاب مصنف محترم کی شب و روز کی مساعی اور جان سوزی کا نتیجہ ہے۔ اور یہ کتاب واقعی اس قابل ہے کہ اسے وسیع قارئین کا حلقہ میسر آئے۔ اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہئے جس کے پاس یہ کتاب موجود نہ ہو۔ طبع اول تو ہاتھوں ہاتھ نکل چکی ہے طبع ثانی ان شاء اللہ العزیز یکم جنوری تک دستیاب ہو سکے گی خواہش مند حضرات مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ سرگودہا سے رابطہ فرمائیں۔

اعلان براءت

مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب کی جانب سے پھیلائے جانے والے کشوف والہامات ہمارے مشائخ علماء دیوبند کے مزاج اور طرز عمل کے خلاف ہیں جس پر حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) استاذالعلماء حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم العالیہ (امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ) اور پیر طریقت حضرت مولانا حبیب الرحمن سومرو صاحب دامت برکاتہم العالیہ (مولانا محمود عالم صفدر صاحب کے شیخ و پیر و مرشد) کے سمجھانے کے باوجود مولانا محمود عالم صاحب اپنے اس طرز عمل پر قائم رہے۔

لہذا اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی مرکزی شوری نے مولانا محمود عالم صاحب کو جماعت سے خارج کر دیا ہے۔ آئندہ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ مولانا محمود عالم صاحب کے کسی قول و فعل کی ذمہ دار نہیں ہے۔

(اجلاس مرکزی شوری اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، مورخہ 12 نومبر 2011)